رجسٹرڈ ای - پی نمبر ۱۸۶
REG. E.P. No. 861

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر
ہفت روزہ
قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
فی پرچہ ۲ ۰ /

تواریخ اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۱ ہجرت ۱۳۳۳ ہش | ۱۶ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ | ۲۱ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۳

مذہب کے ذریعہ عالمی امن کا قیام

دنیا کے تمام مذاہب کے نمائندوں کی ایک بین الاقوامی کانگرس ۲۴/۲۵/ اور ۲۷/ جنوری کو کلکتہ میں گورنر بنگال کی صدارت میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس اجتماع کا مقصد ہر نسل - رنگ اور ملک کے لوگوں کو باہمی محبت اور اتفاق کے رشتہ میں پرونا ہے۔ اور لوگوں کو یاد دلانا ہے کہ وہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں - اور ہر مذہب کا اصولی مقصد ایک ہی ہے گو عبادات کے طریق مختلف ہیں۔

یہ کانفرنس جس مقصد کے لئے منعقد کی جا رہی ہے وہ بہت ہی مبارک اور مفید ہے اور اگر اس اجتماع کا اہتمام کرنے والے صحیح طریق پر غور و خوض کریں تو یقیناً اس مادی زمانہ کے انتشار بے چینی اور فتنہ کا حل وہ مذہب میں ہی پائیں گے مادی دنیا کے ارباب بست و کشاد نے لیگ آف نیشنز اور مجلس اقوام متحدہ جیسے ادارے امن قائم کرنے کے لئے بنائے - لیکن ان کا نقطۂ نگاہ اور طریق سوچ بچار مادیت کے گند سے آمیختہ تھا - اور نیشنلزم کی حدود اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا - اس لئے یہ امن کے ادارے فتنہ و فساد کے جراثیم کو پیدا کرنے اور پھیلانے کا باعث بنے - اور وہ آئندہ جنگ جس کے روکنے کے لئے یہ ادارے قائم ہوئے تھے خود انکی اپنی کوشش اور جد و جہد کے نتیجہ میں اب دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

دنیا میں عالمگیر امن صرف اسی ہستی کے ذریعہ سے قائم ہو سکتا ہے - جو سب اقوام اور ملکوں کے ساتھ یکساں ہمدردی اور تعلق رکھتی ہو - اور نیشنلزم کے بندھنوں سے آزاد اور بالا ہو - مادی دنیا کے سب ادارے مفاد پرستی سے بڑھ کر کچھ حیثیت نہیں رکھتے - اور جہاں خود غرضی اور مفاد پرستی کا دیو سر پر سوار ہو - وہاں امن و شانتی کے لئے سطح کس طرح ہموار کی جا سکتی ہے - دنیا میں امن کے قیام کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں امن اور سلامتی کی رَو چلے - جب تک یہ داخلی امن قائم نہیں ہوتا - خارجی امن کے قیام کی کوششیں لازمی طور پر بیکار جائیں گی - اور اس داخلی امن کے قیام کا سب سے بڑا ذریعہ مذہب اور خدا کی یاد ہے جس دل میں السلام اور المؤمن خدا کا حقیقی تصور ہے - وہ کبھی امن اور سلامتی سے محروم نہیں ہو سکتا - اور اس سے کبھی بھی کوئی بدامنی اور فساد کی بات ظاہر نہیں ہو سکتی - پس دنیا اگر عالمی امن چاہتی ہے - تو اس کا پہلا زینہ قلبی اور داخلی امن ہے - جو مذہب کے ذریعہ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

پھر مذہب کے ذریعہ سے ہی یہ تصور اور تخیل ملتا ہے کہ سب انسان خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ اور عیال اللہ ہیں - اور رنگ و نسل اور قوم و ملک کے اختلافات کی وجہ سے ان کے اس سرچشمہ ازلی سے نکلنے سے انکار نہیں کیا جا سکتا - پس جب سب بنی نوع ایک ہی منبع سے نکل کر اس فانی دنیا میں آئے ہیں - تو ان میں باہمی محبت و اتحاد ہونا لازمی اور لابدی ہے۔

اگر ایک ہندوستانی باوجود سینکڑوں قسم کے اختلافات اور دشمنیوں کے جب یورپ - امریکہ یا افریقہ میں کسی ہندوستانی سے ملتا ہے - تو محض ہم ملک ہونے کی وجہ سے اس سے محبت اور تعاون سے پیش آتا ہے - اور اس بات کی لاج رکھتا ہے کہ سب ہندوستانی چونکہ ایک ہی ملک کے باشندے ہیں اس لئے کم از کم دوسری جگہ جا کر ان کو یگانگت اور اتحاد و تعاون کا ثبوت دینا چاہیئے - تو کیا وجہ ہے کہ بنی نوع انسان ایک ہی سرچشمہ سے نکلنے کے باوجود اس عارضی اور فانی دنیا میں آکر اپنی یگانگت اور محبت کا ثبوت نہ دیں اور باہمی امن و آشتی پیدا نہ کریں۔

یہ قیمتی تصور اور اس کا کارآمد نتیجہ بھی مذہب کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتا ہے - پس امید ہے کہ اگر اس کانفرنس میں درست طریق پر سوچا اور غور کیا گیا تو اس سے عالمی امن کے لئے بہت سا قیمتی مواد فراہم ہو سکیگا - خدا تعالیٰ اسکے لئے سامان میسر فرمائے اور دنیا عالمگیر جنگوں سے نجات حاصل کر کے "امن زندہ باد" کے نعرے بلند کر سکے آمین

اخبار احمدیہ

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے محبوب و مقدس امام کی مقاصد عالیہ میں کامیابی اور صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے باقاعدگی سے دعائیں جاری رکھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان عدالتی کمشن میں

لاہور مورخہ ۱۴ جنوری جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں - کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل تعالےٰ اچھی ہے۔ اور آج کی شہادت بھی اچھی ہو گئی ہے - کل بھی بیان جاری رہے گا۔

مورخہ ۱۵ جنوری کی اطلاع آمدہ از جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مظہر ہے - کہ آج کی شہادت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہوئی اور حضور کا بیان اچھا ہو گیا - نیز حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس شہادت کے زیادہ سے زیادہ عمدہ اور نیک اثرات پیدا فرمائے - اور جج صاحبان پر حق کو کھول دے - آمین ؛

گوردوارہ حضور صاحب کی جائداد

پارلیمنٹ کے تین سکھ ممبروں نے حال ہی میں حکومت حیدرآباد کے وزیر اعلیٰ کو تار دیا ہے - کہ گوردوارہ سری حضور صاحب کی جائداد پر جو ناجائز تصرف کیا جا رہا ہے اس کو روکا جائے اور آخر میں یہ دھمکی بھی دی ہے کہ بصورت دیگر ناپسندیدہ واقعات رونما ہوں گے۔

احمدیہ جماعت ایک پُر امن اور ضابطہ و قانون کا احترام کرنے والی جماعت ہے اس لئے وہ دستور کے مطابق حقوق کا تحفظ کرنے کی قائل ہے - اور ہمیشہ سرکار کے ساتھ تعاون کرنا اس کا طرۂ امتیاز ہے لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس کے اس پابند قانون جماعت کے بہت سے حقوق تلف ہو رہے ہیں - جہاں تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جو احمدیوں کا مذہبی مرکزی ادارہ ہے - جائدادوں کا سوال ہے - وہ خلاف قانون پناہ گزینوں کو الاٹ کر دی گئی ہیں حالانکہ انجمن احمدیہ کا ہیڈ کوارٹر قادیان میں مستقل طور پر ہے - اور اس کے جملہ ممبران بھی ہندوستان میں رہتے ہیں - اور وہ کسی صورت میں بھی نکاسی قرار نہیں دی جا سکتی۔ پھر بھی اس مذہبی ادارہ کی جائدادوں پر محکمانہ قبضہ کیا ہوا ہے - ہم اس سلسلہ میں مرکزی اور صوبائی حکومت کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس نا انصافی کا تدارک کرے - اور انجمن کی جائیدادیں اس کو واپس کر کے ایک بین الاقوامی جماعت کو شکریہ کا موقعہ دے۔

تبصرہ

"الفرقان" کا "قرآن نمبر"

عرصہ تین سال سے یہ رسالہ خدمت قرآن کا ذریعہ بنا ہوا ہے - ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں تیسری جلد کا آخری پرچہ "قرآن نمبر" سو صفحہ کے حجم پر شائع ہوا ہے - جو قرآنی حسن و احسان کا مرقع ہے - مضامین کا انتخاب اس عمدگی سے کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس مجموعہ سے کم و بیش استفادہ کر سکتا ہے - چنانچہ اگر بعض مضامین میں دنیوی علوم سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے قرآنی معارف کا سامان کیا گیا ہے تو مذہبی دینی امور سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے بھی معقول ذخیرہ موجود ہے اسی طرح اگر علوم دقیقہ سے شغف رکھنے والوں کے لئے بعض مضامین کو شامل کیا گیا ہے تو مبتدیوں کی ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا بہرکیف "الفرقان" کا قرآن نمبر اس قابل ہے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے صرف اس پرچہ کی قیمت ایک روپیہ فی نسخہ ہے دیسے رسالہ کا چندہ ... (ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ الفرقان احمد نگر ربوہ ضلع جھنگ)

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اوہام پرستی

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کا مصلح اور ریفارمر بناکر بھیجا۔ اور آپ کی بعثت کی ایک بڑی غرض اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ دینا قرار دی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ حضور کی بعثت کے بعد مشرق اور مغرب میں اسلام و دین حق کی تائید میں ہوائیں چلنی شروع ہوگئیں۔ اور یورپ و امریکہ نے اس رنگ میں علمی اور سائینٹیفک ترقی شروع کردی۔ کہ ایک طرف تو تثلیث اور کفارہ کے غلط نظریات باطل ثابت ہوکر کسر صلیب ہوئی۔ اور دوسری طرف بت پرستی اور اوہام و اصنام پرستی کے خیالات پر کاری ضرب لگی۔

چنانچہ متحدہ اقوام کے تعلیمی سماجی اور ثقافتی ادارہ کے انٹرنیشنل کمیشن نے دہلی کے حالیہ اجلاس میں کئی تجویزیں منظور کی ہیں۔ جن میں سے ایک نسلی امتیاز کے خلاف ہے۔ اس اجلاس میں نسلی امتیاز کو آفاقی امن اور انسانی عظمت کی راہ میں بہت بڑی روک تصور کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری تجویز میں توہمات کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ مشرقی ممالک میں توہمات کو زندگی کا حصہ بنا لیا گیا ہے۔ اور اس طرح انسانی زندگی کو غیر سائینٹیفک طریق پر چلاکر انسانی ترقی کی راہ میں کاوٹ ڈال گئی ہے۔

ان دونوں تجاویز کے پاس ہونے سے ان مذاہب پر جن کی بنیاد اوہام و اصنام پرستی اور اعجوبہ پسندی پر ہے۔ بہت کاری ضرب پڑتی ہے۔ اور انشاء اللہ جوں جوں نسلی امتیاز اور توہم پرستی کے خلاف عملی جد و جہد تیز ہوتی جائے گی۔ اور دنیا ان لعنتوں سے آزاد ہوتی جائے گی۔ اسلام کا منور چہرہ لوگوں کے سامنے آتا جائے گا۔ اور اس کامل مذہب کی سائینٹیفک اور عالمگیر حیثیت اہل دنیا پر عیاں ہوتی جائے گی۔ دنیا کے رجحانات میں یہ تبدیلی یقیناً اس انقلاب عظیم کا پیش خیمہ ہے۔ جس کی قبل از وقت حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ اور یہ سب کچھ جو اسلام کی ترقی و سربلندی کے لئے وقوع میں آرہا ہے موجودہ زمانہ کے مصلح اعظم کی بعثت کی برکت سے ہی ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس عظیم الشان انقلاب کی تکمیل سے پہلے اس آسمانی سلسلہ پر ایمان لاکر اپنے آپ کو سرخرو کرتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کا تاثر

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

مغرب سے جو سورج کی کرن دیکھ رہا ہوں
احمدی کو میں جلوہ فگن دیکھ رہا ہوں
حق ہوگیا قائم کہ رہے گا یہی دائم
اٹھتا ہوا باطل کا چلن دیکھ رہا ہوں
خاک اڑتی تھی صحرا میں مگر فیض قدم سے
جاوید بہاروں کا چمن دیکھ رہا ہوں
بڑھتے ہی چلے جاؤ قریب آگئی منزل
ہر چند سفر کو کٹھن دیکھ رہا ہوں
ہے نصرت حق شامل حال اپنے جو اکمل
ہاتھوں پہ حریفوں کے شکن دیکھ رہا ہوں

سال رواں کے خاص تبلیغی و تربیتی ایام

حسب سابق سال رواں کے لئے مندرجہ ذیل خاص تبلیغی و تربیتی ایام کی تاریخیں متعین کی جاتی ہیں۔ تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ ان مقررہ تاریخوں میں مقامی طور پر پوری جد و جہد سے کام لیتے ہوئے انہیں زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں:۔

تاریخ	دن
۲۰/فروری بروز بدھ	یوم مصلح موعود
۲۸/مارچ بروز اتوار	یوم التبلیغ ۱
۱۸/اپریل بروز اتوار	یوم سیرت پیشوایان مذاہب
۹/ستمبر بروز جمعرات	یوم التبلیغ ۲
۹/نومبر بروز منگل	یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوٹ:۔ ہر جماعت کے عہدیداران و مقامی مبلغین کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب اور جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقررہ تاریخوں پر منایا جائے لیکن اگر بعض مرکزی مبلغین سے استفادہ کی خاطر مقامی حالات کے مطابق علی الترتیب ۱۸ اپریل تا ۲۵ اپریل اور ۹/نومبر تا ۱۶/نومبر کے ہفتہ میں کسی تاریخ میں کرسکتے ہیں

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

بقیہ کوائف جلسہ سالانہ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان کے مختصر کوائف اور تقاریر کا خلاصہ ۷/جنوری کے پرچہ میں آچکا ہے۔ لیکن مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی کی تقریر اور مجلس خدام الاحمدیہ کے علم انعامی کی رپورٹ سہواً رہ گئی ہے جو اب پیش ہے:۔

تقریر مولوی بشیر احمد صاحب فاضل

مورخہ ۲۷/دسمبر ۵۶ء پہلے اجلاس میں جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی نے "احمدیت" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مذہب کے اندر آخری زمانہ میں کسی نہ کسی مصلح کی آمد کی پیشگوئیاں موجود ہیں اور وہ اس زمانہ میں اسکے منتظر ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت سے پوری ہوئی۔ اسی طرح آپ نے جماعت کے عقائد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں روحانی ترقی حاصل کرنے اور خدا کی پاک وحی سے حصہ پانے کیلئے ان عقائد کا اختیار کرنا ضروری ہے بعض محققین کے حوالہ جات پیش کر کے جماعت کی صلح کل پالیسی پر کافی روشنی ڈالی۔ اور جماعت کے ماضی حال اور مستقبل پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہی وہ جماعت ہے جو دنیا میں امن قائم کرنیوالی اور روئے زمین کے باشندوں میں باہمی الفت و محبت کے تعلقات کو استوار کرنیوالی ہے۔

خدام الاحمدیہ کا علم انعامی

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز دوسرے اجلاس کی آخری تقریر کے بعد محترم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے فیصلہ کے مطابق مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل صدر اجلاس نے مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد کو سال رواں میں ہندوستان کی دوسری مجالس کے مقابلہ میں

افکار و آراء

"قادیان کے احمدیوں کی طرف سے گوردگرنتھ صاحب کی پیشکش"

قادیان ۱۳/جنوری۔ گوردگوبند سنگھ جی کے جنم دن کی پوتر تقریب پر سکھ بھائیوں کی خواہش کے مطابق جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے گوردوارہ اکال گڑھ کیلئے گوردگرنتھ صاحب کی ایک بیڑ بھینٹ کرنیکی پیشکش کی گئی۔ یہ بیڑ انہوں نے پاکستان سے منگوائی تھی۔ احمدی بھائی اس سے پہلے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گوردگرنتھ صاحب کی دو بیڑیں اور رنگارنہ صاحب کا پوترجل اور چرن دھوڑ گوردوارہ شہید گنج قادیان کے لئے بھینٹ کرچکے ہیں۔ اور اسی طرح گذشتہ سال بھی یہ جماعت گوردگرنتھ صاحب کی دو بیڑیں پاکستان سے منگواکر سنگھ سبھا قادیان کے حوالے کرچکی ہے۔ احمدی بھائیوں کے اس محبت بھرے سلوک سے یہاں کے باہمی تعلقات بہت خوشگوار ہوگئے ہیں اور بہت سی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہوچکا ہے۔ چنانچہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گیانی لابھ سنگھ جنرل سیکرٹری سنگھ سبھا قادیان نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہاں مذہبی طور پر کسی قسم کی کوئی تفریق موجود نہیں ہے۔ اور کہ ہمارے باہمی تعلقات بہت خوشگوار ہوچکے ہیں۔ بلکہ ان میں اور بھی بہتری کی زبردست توقع ہے۔ چنانچہ انہی تعلقات کو اور زیادہ خوشگوار بنانے کیلئے اب دسم پاتشاہ کے جنم دن کی خوشی کے موقعہ پر ہمارے احمدی بھائیوں نے ایک گوردگرنتھ صاحب کی بیڑ بھینٹ کی۔ اس بیڑ کو لینے کیلئے ڈاکٹر گوربخش سنگھ منیجر گوردوارہ اکال گڑھ۔ گیانی دیوان سنگھ محرم اور بعض دوسرے سکھ بھائی قادیان کی انجمن کے دفاتر میں آئے۔ وہاں جماعت احمدیہ کے معززین مولوی عبد الرحمن امیر جماعت۔ مولوی برکات احمد بی۔اے۔ اور دیگر احمدی بھائی موجود تھے۔ اس بیڑ کو ایک جلوس کی شکل میں (جس میں کہ احمدی بھائی بھی شریک ہوئے) گوردوارہ اکال گڑھ میں لایا گیا۔" (پربھات جالندھر ۱۵/جنوری ۱۹۵۷ء)

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ پر احباب کثرت کے ساتھ آئیں اور یہاں آ کر اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کریں

کارکن خدمت کا اعلیٰ معیار قائم کریں اور اخراجات میں ہر ممکن کفایت کو ملحوظ رکھیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ دسمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

ضروری نوٹ:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ یہ خطبہ ساری جماعتوں کو سنایا جائے اور بار بار سنایا جائے تاکہ احباب جماعت کو اس کا اچھی طرح علم ہو جائے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج دسمبر کی ۱۱ تاریخ ہو چکی ہے اور

جلسہ کے دن

قریب آ رہے ہیں۔ اس لئے میں جلسہ کے متعلق بیرونجات کے احباب کو اور مقامی احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گذشتہ سال یہ شکایت پیدا ہوئی تھی۔ کہ یہاں جن لوگوں نے مکانات بنائے ہیں۔ انہوں نے جلسہ کے مہمانوں کے لئے بہت کم مکانات دیئے ہیں۔ اور منتظمین اس بات پر بھروسہ کئے بیٹھے رہے کہ مکانات بن رہے ہیں ان کا معتدبہ حصہ جلسہ کے مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے ہمیں مل جائے گا۔ اس سال جو بیرکیں بن رہی ہیں اول تو وہ ناقص ہیں۔ اور پھر شاید ان میں اتنے آدمی نہ آئیں جتنے گذشتہ سالوں میں آئے تھے۔ زنانہ بیرکوں کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ پچھلے سالوں میں وہ اتنی کھلی تھیں کہ تین عورتیں آگے پیچھے سو سکتی تھیں لیکن اس سال ایسی بیرکیں بنائی جا رہی ہیں کہ ان میں صرف ایک عورت بیرک کی چوڑائی میں سو سکے گی۔ پس گو بظاہر اتنی ہی بیرکیں بنائی جا رہی ہیں جتنی پچھلے سالوں میں بنائی گئی تھیں۔ لیکن درحقیقت ان میں گنجائش ایک تہائی کی ہے۔ پس پہلے تو میں ان دوستوں کو جنہوں نے ربوہ میں مکانات بنائے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے وہ اپنے

مکانوں کا ایک حصہ

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے دیں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں قریباً ایک ہزار مکان بن چکا ہے۔ بعض لوگ پورا پورا مکان بھی جلسہ کے لئے دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ نہیں آ سکیں گے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کے مکانات میں ۵-۵ ۶-۶ کمرے ہیں۔ اگر وہ خود دو تین کمروں میں گذارہ کر لیں تو جلسہ کے لئے دو تین کمرے دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اوسطاً ایک ایک کمرہ فی مکان کا بھی لگا لیا جائے۔ تو جلسہ کے لئے ہمیں ایک ہزار کمرے مل سکتے ہیں۔ اور ایک کمرہ میں دس بارہ مہمان ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔ گویا پرائیویٹ مکانوں میں دس بارہ ہزار مہمانوں کی گنجائش ہو سکتی ہے پھر مہمان خانہ بھی ہے۔ سکول ہیں۔ اس طرح

ضرورت کے موقعہ پر

مساجد بھی استعمال میں لائی جا سکتی ہیں۔ بہلا ربوہ میں ایسی سردی نہیں پڑتی جتنی سردی قادیان میں پڑتی تھی۔ اکثر حصہ موسم سرما کا یونہی گذر جاتا ہے۔ اور محسوس بھی نہیں ہوتا کہ سردیاں آ گئی ہیں۔ ہوا چلتی ہے تو سردی محسوس ہوتی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے قدرتاً سردی کم ہو جاتی ہے۔ پس ان دنوں میں مساجد کو بھی رہائش کی جگہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ربوہ کی ساری مساجد کو لے لیا جائے۔ تو دو ہزار مہمانوں کے لئے گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔ پھر پرانے دفاتر خالی ہو گئے ہیں انہیں اور سلسلہ کی نئی عمارتوں کو ملا کر دو تین ہزار مہمانوں کے لئے گنجائش نکالی جا سکتی ہے کارکنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جلسہ کے دنوں میں

تکلیف اُٹھا کر بھی

سلسلہ کی عمارتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ خالی کریں۔ پھر جن لوگوں نے مکانات بنائے ہیں۔ اگر ان کے ہاں زیادہ مہمان نہیں آتے بعض گھروں میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت زیادہ مہمان آ جاتے ہیں۔ اور وہ پورا کمرہ جلسہ کے لئے نہیں دے سکتے۔ ان کو معذور سمجھا جائے۔ کیونکہ وہ مہمان درحقیقت جلسہ کے مہمان بھی ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات وہ لوگ دوہری تکلیف برداشت کرتے ہیں مہمانوں کو جگہ بھی دیتے ہیں اور کمرے کو بھی دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی دوست اپنے مکانات کا زیادہ سے زیادہ حصہ جو خالی کر سکیں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے دیں۔

دوسری چیز

خدمت

ہوتی ہے۔ چند لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو مقررہ دنوں میں ہر سال مل جاتے ہیں۔ مثلاً ہائی سکول کالج اور جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طالب علم ہیں یہ تو بنا بنایا ذخیرہ ہیں۔ جس سے وقت پر کارکن لے لئے جاتے ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ وقت سے پہلے انہیں اس بات کی ٹریننگ دی جائے۔ کوئی بات بھی بغیر سمجھائے اور مشق کرنے کے نہیں آتی۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی مشق کرنے اور ہر حالت کو سمجھنے سے پہلے کیا جائے تو اس میں نقص رہ جاتا ہے۔

یورپین لوگوں میں

یہ خوبی ہے کہ وہ ہر کام سے پہلے ری ہرسل کرتے ہیں۔ ابھی ملکہ برطانیہ کی تاجپوشی ہوئی تو وہاں تمام امور کا ری ہرسل کیا گیا جس سے ہر شخص کو یہ پتہ لگ گیا۔ کہ اس نے کہاں سے آنا ہے کہاں بیٹھنا ہے۔ اور کیا کام کرنا ہے۔ سب لوگوں کو مشق ہو گئی۔ اور وقت پر کسی غلطی کا امکان نہ رہا۔ ہمارے ہاں بھی ہر کام کا ری ہرسل ہونا چاہیئے۔ سکولوں میں جو سہ ماہی ششماہی اور نوماہی امتحانات ہوتے ہیں۔ ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ طلباء کو بتایا جائے کہ انہوں نے سالانہ امتحان کے موقعہ پر کیا کرنا ہے اور کیا کیا احتیاطیں ان کے لئے ضروری ہیں۔ جلسہ سالانہ سے قبل اگر تمام طالب علموں کو اس کے کام کی

ری ہرسل

کرا دی جائے تو وقت پر غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ تمام کارکن اپنے اپنے کام پر مقرر ہو جائیں اور مصنوعی طور پر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ آج کام شروع ہے۔ جن کارکنوں نے گھروں پر کھانا لے جانا ہے ان کے حصہ کے مکان ان کو بتا کر ان سے تجربۃً کام لیا جائے۔ وہ ان گھروں پر پہنچ جائیں۔ ان کو پہچانیں اور گھر والوں کے واقف ہوں۔ اور جن کارکنوں نے لنگر خانہ میں کام کرنا ہے ان کے لئے ایک مصنوعی طور پر لنگر خانہ تجویز کر لیا جائے۔ اور فرض کر لیا جائے۔ کہ کام شروع ہے۔ سب کارکن وقت پر آئیں۔ اور اپنا اپنا کام سنبھال لیں۔ اس

ری ہرسل کا نتیجہ

یہ ہو گا کہ وقت پر دقت نہیں ہو گی۔ جو ملک امن کے دوران میں اپنی فوجوں کو جنگ کی مشق کراتے رہتے ہیں۔ ان کی فوجیں وقت آنے پر اچھی طرح لڑتی ہیں۔ اور جو ملک امن کے دوران میں اپنی فوجوں کو جنگی مشق نہیں کراتے ان کی فوجیں محض ہجوم ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ دشمن کے حملہ کے وقت ان سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ آج سے سو سال پہلے ایشیائی ممالک میں عام طور پر اس قسم کی فوجیں ہوتی تھیں۔ کہ امن کے وقت انہیں جنگی مشق نہیں کرائی جاتی تھی۔ صرف وقت آنے پر بعض لوگوں کو بھرتی کر لیا جاتا تھا۔ اور وہ لڑائی میں چلے جاتے تھے۔

دو تین سو سال قبل

یورپ میں بھی یہی حالت تھی۔ جب لڑائی ہوتی تو بادشاہ نوابوں کو بلواتے۔ جن کے ذمہ پہلے ہی ایک تعداد لگا دی جاتی تھی۔ اور نواب اپنے ماتحتوں کو حکم بھجوا دیتے کہ اتنے آدمی مہیا کئے جائیں۔ ان میں سے بعض موچی ہوتے بعض لوہار ہوتے۔ بعض ترکھان ہوتے۔ بعض دھوبی ہوتے اور بعض نائی ہوتے۔ وہ اپنے

نیزے اور تلواریں لے کر جمع ہو جاتے۔ اس زمانہ میں لڑائیاں بھی درحقیقت ایک اکھاڑہ ہوا کرتی تھیں۔ اکھاڑہ میں لوگ جمع ہوئے کشتی ہوئی اور گھروں کو واپس چلے گئے۔ جب سے فوجیں باقاعدہ اور منظم ہوئی ہیں۔ لڑائی کی شکل بدل گئی ہے۔ اب ہر فوجی قدم ملا کر چلتا ہے۔ اور وہ اپنے فرض کو سمجھتا ہے اور وقت پر اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ ہر شخص کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ تمہارا دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرے گا۔ اور تم نے دفاع کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرنے ہیں۔ اگر تم نے دشمن پر حملہ کرنا ہے تو حملہ کرنے کے لئے کون کون سی جگہیں مناسب ہوں گی۔ حملہ کے وقت تمہیں کس کس قسم کی تیاری کی ضرورت ہے۔ فوج کے کتنے حصے بنانے ہیں۔ توپ خانہ اور سواروں اور آجکل موٹروں سے کس طرح کام لینا ہے۔ یہ ساری باتیں وقت سے پہلے سپاہیوں کو سکھا دی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ سارا سال ان باتوں کی مشق کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اب جو جنگیں ہوتی ہیں وہ

ماہرین فن

کی ہوتی ہیں۔ یہی حال باقی چیزوں کا ہے سکولوں میں بھی دیکھ لو۔ استاد ٹرینڈ ہوتے ہیں۔ اب استادوں کو ٹرینڈ کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے۔ کہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ خالی تعلیم کافی نہیں۔ تعلیم دینے کا ملکہ ہونا بھی ضروری ہے۔ سکولوں کو فوج سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ کام اہم تھا۔ اور اس کا تعلق تمام ممالک سے تھا۔ اس لئے استادوں کی ٹریننگ کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ اسی طرح باقی کاموں میں بھی آہستہ آہستہ تربیت کا طریق جاری کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ڈاکٹروں کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ امتحان پاس کرنے کے بعد تین سال تک گورنمنٹ سروس کریں۔ اس سے جہاں یہ فائدہ ہے۔ کہ سرکاری ہسپتالوں میں قابل ڈاکٹر مہیا ہو سکیں گے۔ وہاں یہ فائدہ بھی ہے۔ کہ وہ کامیاب اور تجربہ کار ڈاکٹروں کے ماتحت کام کر کے ٹریننگ حاصل کریں گے۔ اور پھر کامیابی سے پرائیویٹ پریکٹس کر سکیں گے۔ ہمارے کارکنوں کو بھی چاہیئے کہ وہ جلسہ سے قبل تمام کام کی

مکمل ریہرسل

کرائیں اور کام کرنے والوں کو پوری طرح مشاق بنا دیں۔ اور پھر چونکہ ہمارا کام اخلاقی ہے۔ اس لئے کارکنوں کو اخلاقی تربیت دینا بھی ضروری ہے۔ مثلاً کارکنوں کو یہ سبق سکھانا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی مہمان جوشیلا ہو۔ اور وہ سخت کلامی کرے۔ تو ان کا کیا رویہ ہونا چاہیئے

یا بعض دفعہ کوئی شخص غیر معقول ہوتا ہے۔ وہ عقل کی بات نہیں کرتا محض ضد کرتا ہے۔ ایسے موقعہ پر کارکنوں کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے کھانا پکانے اور بانٹنے کے متعلق بھی ہر سال بعض قواعد و ضوابط بنائے جاتے ہیں۔ ان کی بھی مشق کرائی چاہیئے۔

پچھلے سال میں نے کہا تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت سا کھانا ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ احتیاط کی جائے کہ

کھانا ضائع نہ ہو

میری اس ہدایت پر ایک حد تک عمل بھی کیا گیا لیکن میں ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ کچھ دن تو ہدایت کے مطابق عمل کیا جاتا ہے لیکن آخری دو تین دنوں میں زیادہ احتیاط نہیں کی جاتی۔ جس کی وجہ سے خرچ بڑھ جاتا ہے۔ پچھلے سال بھی یہی ہوا۔ پہلے دنوں میں کافی احتیاط کی گئی لیکن آخری دنوں میں اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے خرچ بڑھ گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گزشتہ سال ایک حد تک اخراجات میں کفایت ہوئی۔ لیکن اگر کوشش کی جاتی تو اس سے بھی زیادہ کفایت کی جا سکتی تھی۔ آخری دو دنوں میں بھی قواعد و ضوابط کی پابندی کی جاتی۔ تو اتنا خرچ نہ ہوتا۔ کھانا اس رنگ میں ضائع ہوتا ہے۔ کہ بعض مہمان گھروں میں ٹھہر جاتے ہیں۔ اور وہاں کمزور لوگ غلطیاں کرتے ہیں اور بعض اوقات شرارتیں بھی کر جاتے ہیں۔ پھر بعض اوقات سستی اور غفلت سے بھی کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک کارکن کو دو گھروں پر مقرر کیا جاتا ہے۔ ان دنوں میں

مہمانوں کا اس قدر زور

ہوتا ہے کہ آج صبح ۸ مہمان ہیں تو شام سولہ ہیں دوسری صبح بتیس ہیں تو شام کو چونسٹھ ہیں اور جو شخص سست ہوتا ہے وہ آپ ہی آپ حساب لگا لیتا ہے کہ آج صبح ۸ مہمان ہیں تو شام کو آٹھ ہوں گے۔ حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ شام کو آٹھ مہمان آ جائیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ شام کو چار ہی مہمان رہیں۔ یا کسی مہمان کو کام پڑ جائے تو وہ ایک ہی دن جلسہ سن کر واپس چلا جائے اور مہمان پہلے سے کم ہو جائیں۔ لیکن وہ بغیر تحقیقات کے آپ ہی حساب لگا لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اتنے مہمان ہیں ان کے لئے کھانا دیں۔ اور جب اتنے مہمانوں کی روٹی جاتی ہے۔ تو وہ لازماً ضائع ہو جاتی ہے۔ اور گھروں والے بچے ہوئے ٹکڑے کام کرنے والے لوگوں کو دے دیتے ہیں۔ پھر کارکن بھی شرماتا ہے۔ کہ اگر ٹکڑے واپس لے گیا۔ تو افسروں کو میری سستی اور غفلت کا پتہ لگ

جائے گا۔ پس جلسہ سے قبل کارکنوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرا دی جائے کہ جلسہ کے موقعہ پر ان کا خدمت کرنا ان کے لئے

ثواب کا موجب

ہے۔ اگر وہ اس قسم کی غلطیاں کریں گے۔ تو یہ ثواب الٹ کر عذاب بن جائے گا اور انہیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو گی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی لے گی۔ آجکل جماعت . . . . سخت مالی مشکلات میں سے گزر رہی ہے. اس کے ذمہ ساری دنیا کی تبلیغ ہے۔ ابھی تک یورپ امریکہ ایشیا کے مشرقی جنوبی علاقوں اور افریقہ کے بعض حصوں میں اسلام کا نام نہیں گیا۔ اور اگر گیا ہے تو ایسی بری صورت میں کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہے۔ ان سب ممالک میں ہم نے

اسلام کی تبلیغ

کو وسیع کرنا ہے۔ اور یہ معمولی بات نہیں۔ بلکہ ہماری چھوٹی سی جماعت کے لئے تو یہ کام قریباً ناممکن ہے۔ اگر سارے مسلمان بھی اس کام میں ہمارے ساتھ مل جائیں۔ تب بھی یہ کام زیادہ ہے۔ لیکن باقی مسلمانوں کا لاکھواں حصہ بھی تو ہمارے ساتھ متفق نہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ کام ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اور ہم نے یہ بوجھ اٹھایا ہے۔ جب تک ہم ایک ایک پیسے ایک ایک دھیلے اور ایک ایک پائی کا حساب نہ رکھیں۔ اور اپنے اموال کو بچا کر اپنے اس کام کے لئے خرچ نہ کریں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اس وقت تک ہم اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکتے۔ پس ہر طالب علم کے ذہن میں یہ بات داخل کی جائے کہ تم جو پیسے بچاؤ گے۔ خدا تعالیٰ کے دفتر میں وہ تمہاری طرف سے چندہ شمار ہو گا۔ کیونکہ جو شخص محنت اور قربانی کر کے سلسلہ کا مال بچاتا ہے وہ گویا

سلسلہ کے لئے چندہ

دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی طالب علم اچھی طرح کام کرتا ہے اور جو مہمان اس کے ذمہ لگائے گئے تھے۔ ان کی خدمت کرتا ہے اور اپنی احتیاط کی وجہ سے وہ دس روپے بچا لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے دفتر میں یہ لکھا جائے گا کہ اس نے دس روپے چندہ دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے۔ اس کو بھی ثواب ملتا ہے اور جس کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیا جاتا ہے اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔ خالی اس کو ثواب نہیں ملتا جو خرچ کرتا ہے بلکہ اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ جو دیانتداری سے تقسیم کرتا ہے۔ اگر یہ بات طلباء کے ذہن نشین کرا دی

جائے۔ کہ تمہارے لئے کس قدر ثواب کے مواقع موجود ہیں تو وہ کفایت اور احتیاط کو ملحوظ رکھ کر سلسلہ کے اخراجات میں بہت کچھ کمی کا موجب بن سکتے ہیں۔

پچھلی دفعہ باوجود بار بار ہدایات دینے کے سیالکوٹ کے مہمانوں کی طرف سے یہ شکایت آئی۔ کہ جہاں پر کھانا تقسیم کیا جا رہا تھا۔ وہاں ہائی سکول کے ایک ماسٹر اور طالب علم دیگ سے اپنے ہاتھ سے بوٹیاں نکال نکال کر کھا رہے تھے۔ یہ بات جہاں غلط ہے اور دیکھنے والوں کو نفرت آتی ہے۔ وہاں دیکھنے والوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ کہ جو لوگ ہمیں کھانا کھلانے پر مقرر ہیں۔ وہ پہلے اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ اگر ہر دفعہ طلباء کو اس قسم کی نصائح کی جائیں۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی شکایتیں رفع ہو جائیں اور پھر

ہر محکمہ خود بھی تربیت کرے

مثلاً ایک تربیت وہ ہے۔ جو افسران جلسہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر سکول والے اپنے اساتذہ اور طلباء کو جمع کر کے یہ کہیں کہ اگر تم اس قسم کی غلطی کرو گے تو سکول کا ناک کاٹو گے تم میں سے ایک شخص کی غلطی کی وجہ سے سارے سکول کا نام بدنام ہو گا۔ تم خدا تعالیٰ سے کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں کر سکو گے۔ تم محض خدمت کرنے نہیں جاتے، بلکہ سکول کی عزت قائم کرنے بھی جاتے ہو۔ اگر تم اس قسم کی غلطیاں کرو گے۔ تو سکول بدنام ہو گا۔ اسی طرح جامعہ والے اپنے طلباء کو لیکچر دیں اور انہیں نصیحت کریں کہ وہ محض خدمت نہیں کرنے جاتے بلکہ وہ خدمت کا اعلیٰ نمونہ قائم کر کے کالج کے لئے

عزت کا باعث

ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلطی کی۔ تو ادارہ کی عزت برباد ہو گی۔ اگر سارے ادارے ایسا کریں تو منتظمین کا کام آسان ہو جائے گا۔ اور کارکنوں میں کام کا احساس زیادہ ہو گا۔ اور غلطی کم ہو گی جلسہ کے کارکن عموماً انہی اداروں کے اساتذہ اور کارکن ہوتے ہیں۔ اور ان دنوں میں جن افسروں سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ چند دن کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو ان افسروں کی عزت کا اتنا پاس نہیں ہوتا جتنا ان لوگوں کا جو ان کا مستقل حصہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم کو افسر جلسہ کا اتنا پاس نہیں ہوتا۔ جتنا اسے ہیڈ ماسٹر کی عزت کا پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ افسر جلسہ سے اس کا چند دن کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر سے اس کا لمبا تعلق ہوتا ہے۔ اگر ہیڈ ماسٹر ان کو بلا کر اس قسم کی نصائح کریں۔ کہ اس وقت

سکول کی عزت

کا سوال ہے۔ تم میں سے اگر کوئی طالب علم غلطی کرے گا۔ تو اس ایک طالب علم کی غلطی سے سارا سکول بدنام ہو گا۔ تم کو آج بالکل عریاں کر کے جماعت کے سامنے

پیش کیا جاتا ہے۔ تا وہ تمہارا امتحان لے۔ اگر تم اس امتحان میں فیل ہو گئے۔ تو تمہارا ادارہ ذلیل ہوگا۔ تم اپنے ادارہ کو بدنام نہ کرو۔ بلکہ اس کی عزت کو قائم کرو۔ کہ طلباء پر اس کا گہرا اثر ہوگا۔ اور وہ غلطیوں سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ پس خالی افسران کا ہی یہ کام نہیں۔ کہ وہ اپنے کام کی مشق کرائیں۔ بلکہ

ہر ادارہ کا فرض ہے

کہ وہ اپنے اساتذہ اور طلباء کو کام پر بھیجنے سے پہلے ایک پرائیویٹ میٹنگ کرے۔ اور انہیں نصیحت کرے اور سمجھائے۔ کہ وہ ادارہ کی عزت قائم کرنے جا رہے ہیں۔ ان کی غلطیاں ادارے کی طرف منسوب ہوں گی۔

پھر میں باہر کی جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ

کثرت سے جلسہ پر آئیں

جب سے ربوہ قائم ہوا ہے۔ باوجودیکہ یہ ایک کھلی سڑک پر واقع ہے۔ جماعت کے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوا۔ کہ وہ کثرت سے اور بار بار یہاں آئے جن لوگوں کی یہاں رشتہ داریاں ہیں یا انہوں نے یہاں مکان بنائے ہیں۔ وہ تو یہاں آجاتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگوں میں یہاں آنے کا اس طرح احساس پیدا نہیں ہوا۔ جس طرح قادیان آنے کا انہیں احساس تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد و مدفن تھا۔ درحقیقت اس کی

اصل فضیلت

یہی تھی۔ کہ وہاں دین کا کام کیا جاتا تھا۔ اور یہی چیز ربوہ کو بھی حاصل ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو محض کسی مقام سے وابستہ کر لیتا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ جو کام کرتا ہے۔ اپنی دلچسپی کی وجہ سے کرتا ہے۔ حالانکہ جس کا خدا تعالیٰ سے اصل تعلق ہوتا ہے وہ اس چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ مقصد اور اس کے ارادہ کے مطابق ہوتی ہے۔ کسی کا قول مشہور ہے کہ میں راجہ کا نوکر ہے بینگن کا نوکر نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مومن اپنے ظاہری لگاؤ اور دلچسپیوں کو حقیقی چیز پر قربان کر دیتا ہے۔ اگر کہیں دونوں چیزیں مل جائیں۔ تو فبہا لیکن جب مالک اور آقا کا یہ منشا ہو۔ کہ وہ ظاہر اور باطن کو الگ الگ کر دے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ظاہر پر وقت ضائع کرنے سے گریز کرے۔ اور باطن کی طرف جائے۔ اس وقت تک یہی ہوتا ہے کہ لوگ جلسہ پر ربوہ آ جاتے ہیں۔ پس دوست اس موقعہ پر

ضرور آئیں

کیونکہ دوسرے دنوں میں انہیں یہاں آنے کا موقع کم ملتا ہے۔ اور یہ ارادہ کرکے آئیں۔ کہ وہ یہ دن ضائع نہیں کریں گے۔ میں پچھلے کئی سالوں سے جماعت کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ لیکن میری اس نصیحت پر صحیح طور پر عمل نہیں ہوا۔ لوگ تقاریر کے دوران میں ادھر ادھر پھر کر اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ پس

یہ وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تین دن تو انسان پھانسی کے ستون پر بھی گزار سکتا ہے۔ اور یہ رہائش اس سے تو بہرحال آسان ہے۔ ان تین دنوں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ کچھ رہائش میں کمی آجاتی ہے۔ اور کچھ کھانے میں کمی آجاتی ہے۔ اور کیا ہوتا ہے۔ پھر کیوں وہ یہ تین دن دینی کاموں میں خرچ نہیں کر سکتے پس جب تم سالانہ جلسہ پر آؤ۔ تو اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کرو۔ اور جو دوست تمہارے ساتھ جلسہ پر آئیں۔ ان کی بھی نگرانی کرو۔ کہ وہ اپنا وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تا تم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکو۔ شریعت نے

اعتکاف کی عبادت

بھی رکھی ہے۔ یہ اعتکاف کیوں رکھا ہے۔ اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے ارادہ کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہونے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے دنیوی کاموں سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور دن رات وہیں رہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف بیٹھے اور سارا دن باہر پھرتا رہے۔ تو تم جانتے ہو۔ کہ اس کا اعتکاف اعتکاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک لڑکا اگر سکول جاتا ہے۔ لیکن وہ اکثر وقت باہر پھرتا رہتا ہے کلاس میں نہیں جاتا۔ تو تم جانتے ہو۔ کہ اسے سکول کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا یہی حال جلسہ سالانہ کا ہے۔ جو شخص جلسہ کے لئے ربوہ آتا ہے۔ اور پھر اپنے سارے وقت کو دینی کاموں میں نہیں لگاتا۔ اسے جلسہ کا فائدہ کم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل بھی اسی نسبت سے اُسے کم ملتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنا وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں لگائے تو چاہے اسے کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے

خدا تعالیٰ کے فرشتے

تو جانتے ہیں۔ کہ وہ سارا وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں بیٹھا رہا۔ اور یہ بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ اس سے کسی شخص کا خانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ چاہے وہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکے اللہ تعالیٰ کے دربار میں لکھا جائے گا۔ کہ وہ ہماری خاطر بیٹھا رہا۔ جب انسان ارادہ کرکے بیٹھ جاتا ہے۔ تو چاہے وہ کوئی زبان بولتا ہو۔ اور کسی ملک میں رہتا ہو۔ اس کے نام پر یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر بیٹھا رہا۔ اور اس نے اتنا وقت خدا تعالیٰ کی خدمت میں گزارا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عبداللہ کہا

گیا ہے۔ اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی ساری زندگی خدا تعالیٰ کی راہ میں لگا دی تھی۔ باقی لوگ تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے عبداللہ بنتے ہیں۔ کچھ بلوغت سے وفات تک ایک عرصہ کے لئے عبداللہ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دن کے کچھ حصوں میں عبداللہ ہوتے ہیں۔ اور باقی حصوں میں عبدالدنیا یا عبدالدینار ہوتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو عبداللہ کم ہوتے ہیں اور عبدالدنیا اور عبدالدینار زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل ترین عبداللہ تھے۔ جن کی زندگی کی ایک ایک ساعت خدا تعالیٰ کی رضامندی میں گزری۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ جس میں نہ کوئی پہلے آپ کا شریک ہوا۔ اور نہ آئندہ شریک ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس پیچیدہ زندگی میں تین دن عبداللہ بننے کی کوشش کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ دوسرے دنوں میں رات دن دوسری طرف کھینچنے والی چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن

جلسہ کے دنوں میں

صرف دین کی طرف کھینچنے والی چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ لاہور اور کراچی میں تو یہ حال ہے کہ انسان دین کی طرف کوشش کرکے جاتا ہے۔ دنیا کی طرف کھینچنے والے موجبات زیادہ ہوتے ہیں لیکن جلسہ کے دنوں میں دنیا کی طرف کھینچنے والی چیزیں نہیں ہوتیں۔ ساری کشش دین کی طرف ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان دنوں میں دنیا کی طرف جاتا ہے۔ تو وہ رستہ کاٹ کر جاتا ہے اور یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ کسی کو تین دن عبداللہ بننے کے لئے ملیں۔ اور ان کو بھی وہ ضائع کر دے

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ

ملاقاتوں کے متعلق پروگرام

گو بنا دیا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ جماعت کو معلوم ہے۔ میری بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ خطبہ کے بعد بھی میں کئی دن تک گھر بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر میں

کس حد تک بول سکوں گا۔ انتڑیوں کے تشنج کے علاج کے طور پر میں جو دوائی استعمال کرتا ہوں۔ وہ نہ صرف ضعف پیدا کرتی ہے بلکہ نیند بھی لاتی ہے۔ بسا اوقات کام کرتے کرتے اونگھ آ جاتی ہے۔ میں نے ایک دو دن کے لئے دوائی کا استعمال چھوڑ دیا تھا۔ لیکن تکلیف دوبارہ شروع ہو گئی۔ اس لئے دوائی کا استعمال دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے۔ پس ملاقاتوں کے لئے وقت تو رکھ دیا گیا ہے۔ اور میں کوشش کروں گا۔ کہ ہر جماعت کو ملاقات کا موقع دیا جا سکے۔ لیکن ہر شخص کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ

معذوری اور بیماری

انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے کہ ملاقاتوں کو بیماری کی وجہ سے درمیان میں بند کر دینا پڑے۔ طبیعت کی کمزوری یا دوائی کے اثر کا کوئی انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آجکل رات کو میں کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رات دن دوائی کا نشہ سا رہتا ہے۔ ڈاکٹروں نے اس دوائی کا استعمال ضروری سمجھا ہے۔ اور ان کی ہدایت یہی ہے۔ کہ اسے جاری رکھا جائے۔ انتڑیوں کے درد کے احساس کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے ایسی حالت میں دوستوں کو اس امر کے لئے تیار رہنا چاہیئے بعض

نازک مزاج

ایسے ہوتے ہیں۔ جو چڑ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم سال میں ایک دفعہ آئے تھے۔ مگر ہمیں ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ سب کو ملاقات کا موقع مل جائے۔ لیکن انہیں بھی ہم سے تعاون کرنا چاہیئے۔ تاکہ سارے دوست مصافحہ کر سکیں۔ گفتگو کو اتنا لمبا نہ کیا جائے کہ دوسرے دوست مصافحہ سے ہی رہ جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اوقات ٹھیک مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ انہیں کم کر دیا جائے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اس کے مسلمان افسران

مندرجہ بالا عنوان پر ایک قابل قدر مضمون اخبار ٹریبون میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ خلاصہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات آپس میں اتنے خراب نہ تھے جتنے آج انگریزوں کی بنائی ہوئی غلط تاریخوں میں نظر آتے ہیں۔

قارئین بدر کچھ عرصہ پیشتر معلوں کے زمانہ کے ہندو امراء کے متعلق کئی قسطوں میں مضمون پڑھ چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مسلمان افسران کا مضمون بھی انشاء اللہ مفید رہے گا۔ (ایڈیٹر)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا قد پست تھا۔ خدو خال بدصورت تھے اور کئی بیماریوں سے جسم خراب ہو چکا تھا۔ لیکن باوجود اس کے وہ بہت ہی ہر دلعزیز اور لوگوں کا محبوب تھا۔ اور اس کی وفات کے بعد بھی لمبا عرصہ تک لوگ اس کے مجسمے بنا بنا کر گھروں میں رکھتے رہے ہیں۔ اس کے زمانہ میں بہت سے بڑے بڑے عہدے مسلمانوں کو تفویض کئے گئے۔ قرآن کریم کے حافظوں کا امتحان دربار میں بھی لیا جاتا اور اول نمبر پر کامیاب ہونے والوں کو خلعتیں اور انعامات تقسیم کئے جاتے۔

الہٰی بخش اور قادر بخش مہاراجہ کے توپخانہ کے انچارج تھے۔ لاہور کا کوتوال جو تمام پولیس کا انچارج تھا۔ بھی ایک مسلمان امام بخش نامی تھا۔ اور لاہور کا قاضی بھی ایک مسلمان تھا قلعہ گوبند گڑھ کا فوجی انچارج بھی ایک مسلمان امام الدین نامی تھا۔ جس کو محبت سے خلیفہ صاحب کے نام سے بھی لوگ یاد کرتے تھے

مہاراجہ صاحب کا مشہور وزیر مال رفاقت حسین تھا۔ اور مرکزی اور صوبائی سرکار کے عہدوں کے نام بھی سب کے سب فارسی زبان میں تھے۔

فقیر عزیز الدین صاحب

سب سے زیادہ معزز اور قابل احترام شخصیت مہاراجہ کی حکومت میں فقیر عزیزالدین کی تھی۔ جو مہاراجہ کے وزیر خارجہ تھے۔ فقیر صاحب مہاراجہ کے دل و دماغ پر ہر طرح سے چھائے ہوئے تھے۔ اور مہاراجہ کے سب سے بڑے راز دار اور مشیر تھے۔ فقیر صاحب کا وطنی مالوف بخارا تھا۔ اور آپ ایک جراح کے بیٹے تھے۔ پہلے پٹیالہ میں رہتے تھے پھر لاہور آ گئے۔ ان کی زندگی لالہ حاکم رائے لاہور کے مشہور طبیب کے شاگرد کی حیثیت سے شروع ہوئی۔ اور اپنی محنت۔ جدوجہد اور قابلیت سے شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ بحیثیت شاہی طبیب کے فقیر صاحب کو اپنی قابلیت کے جوہر مہاراجہ کے سامنے دکھانے کا خوب موقعہ ملا۔ اور آپ ترقی کرتے کرتے وزیر خارجہ کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔

جب مہاراجہ فالج کی بیماری کی وجہ سے اچھی طرح بات کرنے سے معذور ہو گیا۔ تو فقیر عزیزالدین ہی مہاراجہ کے ایک قابل اور کامیاب ترجمان تھے۔ فقیر عزیزالدین کے مشورہ سے ہی مہاراجہ نے یورپین افسر فوج کو ٹریننگ دینے کے لئے ملازم رکھے جس کے نتیجہ میں مہاراج کی فوج اعلیٰ قسم کی تربیت یافتہ ہو گئی۔

ایک دفعہ مہاراجہ نے ہری سنگھ نلوہ پر مہربانی کرنے کے لئے اس کو کشمیر کا گورنر بنانا چاہا۔ فقیر صاحب نے مہاراج کو مشورہ دیا کہ اگر ہری سنگھ کو کشمیر کا گورنر بنانا ہے تو مناسب ہے پہلے ہی دیدیئے جائیں تاکہ وہ کشمیر کے خوشحال شہروں کو ہموار کر سکے مہاراجہ اس اشارہ کو سمجھ گیا اور ہری سنگھ کو کشمیر کا گورنر بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے وزیر خارجہ کی شکل و شباہت اور لباس کو بہت پسند کرتا تھا۔ فقیر صاحب لمبا کوٹ۔ گول پگڑی پہنتے۔ اور داڑھی رکھتے تھے۔ اس سے اس سیاست دان کی عجیب ہیئت معلوم ہوتی تھی۔ وہ مہاراجہ کے ذاتی دوست تھے۔ جب مہاراجہ پر فالج کا حملہ ہوا۔ تو فقیر صاحب نے اس محبت اور ہمدردی سے اس کا علاج کیا کہ کسی نے بجا طور پر یہ اظہار کیا کہ وہ اپنے باپ کی دیکھ بھال بھی اس سے زیادہ نہ کرتے جتنی انہوں نے مہاراجہ کی کی۔

امرتسر میں جو معاہدہ ۱۸۰۹ء میں ہوا۔ یہ سب فقیر عزیزالدین کا ہی مرہون منت ہے جب امیر دوست محمد شاہ افغانستان نے سکھ علاقہ پر حملہ کرنا چاہا۔ اور آزاد قبائل بھی مذہبی جنگ کے بہانہ اس کے ساتھ جوش و خروش سے شامل ہو گئے۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے علاقے کو سخت خطرہ درپیش ہوا تو فقیر عزیزالدین صاحب کی شخصیت ہی کام آئی۔ اور انہوں نے اس رنگ میں عمدگی کے ساتھ بات چیت کی۔ کہ اس خطرناک حملے سے پنجاب کو بچا لیا۔ اور ہری سنگھ نلوہ جمرود کا قلعہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

فقیر عزیزالدین بے شمار خوبیوں اور قابلیتوں کے مالک اور بہترین سیاست دان تھے۔ اس کے علاوہ عربی۔ فارسی کے شاعر اور ناثر تھے۔ آپ نے عربی۔ فارسی کے لئے لاہور میں ایک کالج کی بھی بنیاد رکھی۔

میلہ کنبھ

میلہ کنبھ باقاعدہ شروع ہو گیا ہے۔ اس کے پہلے اشنان میں دس بارہ لاکھ یاتریوں نے حصہ لیا۔ جو نہ صرف ہندوستان کے طول و عرض سے جمع ہوئے ہیں۔ بلکہ نیپال اور تبت سے بھی اس شدت کی سردی میں آئے ہیں! اس شدید سردی میں اتنی بڑی تعداد کا دریا کے پانی میں نہانا بہت بڑی بات ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ابھی تک مذہبی رسوم کا اثر عوام پر بہت حد تک پایا جاتا ہے۔

کنبھ کا میلہ پرانے زمانہ سے ہو رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہندومت کی دوسری رسوم میں صرف چھلکا اور قشر ہی رہ گیا ہے۔ اور اصل حقیقت اور مغز مفقود ہے۔ اور نتیجۃً ملک اور سوسائٹی ان فوائد سے محروم ہوتی چلی جاتی ہے جو کبھی ان مذہبی تہواروں کے قائم کرنے والوں کے مدنظر تھے۔ اسی طرح میلہ کنبھ کا حال ہے۔

ان فوائد سے محرومی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ایسے مذہبی تہواروں میں رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لئے اور وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کو بالخصوص مذہبی حکمتوں کو لوگوں کے سامنے رکھنے کے لئے ہندومت کے مذہبی ضابطہ میں کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور ایسے تہواروں کے موقعہ پر لوگوں کے اتنے بڑے بڑے اجتماع سوائے بغیر سوچے سمجھے کے بعض پنڈتوں کی رہنمائی میں چند رسوم ادا کرنے کے اور کوئی مفید مقصد پورا نہیں کر سکتے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری ملکی حکومت نے کنبھ کے اس عظیم الشان اجتماع کے موقعہ پر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے بعض مفید پروگرام بنائے ہیں۔ مثلاً اس موقعہ پر یاتریوں کو ملک کے پانچ سالہ منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ کرنے اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کا انتظام کیا ہے۔ اور اس غرض کے لئے مختلف زبانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کر کے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ نیز آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے خبریں نشر کرنے اور سنانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ضروری ملکی اور قومی مسائل پر اس موقعہ پر لیکچر دینے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ حکومت کا یہ اقدام بہت ہی مبارک ہے۔ اگر ہر مذہبی تہوار پر اسی قسم کے انتظامات کئے جائیں اور عوام میں بیداری اور قومی و ملکی شعور پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو تھوڑے ہی سالوں میں ہمارا ملک بہت ترقی کر سکتا ہے۔

اس تعلق میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ سرکار نے اس تہوار کے موقعہ پر بعد غور و خوض جو قدم اٹھایا ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مذہبی تہواروں کے موقعہ پر اس قسم کا ضروری انتظام کیا ہے چنانچہ اسلام کے مشہور تہوار جن میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جمعہ۔ عیدین اور حج ہیں۔ ان سب مواقع پر اسلام نے خطبہ یعنی مذہبی و قومی ضروریات کے پیش نظر لیکچر دینے کا انتظام کیا ہے۔ اور اس خطبہ کو سننا لازمی اور سنت اور مذہبی فرائض اور عبادت میں شامل کر کے اسکو ان قومی تہواروں کا ضروری جزو قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ان مذہبی اجتماعوں پر علاوہ مذہبی فرائض کی حکمت اور ضرورت بیان کرنے کے قومی ضرورتوں پر بھی بہترین تبصرہ کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور مسلمان اپنے مذہبی تہواروں کو اندھا دھند تقلید کے طور پر نہیں مناتے بلکہ انسے بہت سے علمی، روحانی اور دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔

کنبھ کے میلہ پر بے شک حکومت کی طرف سے بہت سے مفید امور پبلک کی فلاح و بہبودی کے لئے اختیار کئے گئے لیکن چونکہ یہ مفید پروگرام مذہبی فرائض کا جزو نہیں۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ اس کی طرف توجہ کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے میں انقباض محسوس کریں اور بعض ان کو مذہبی باتوں میں مداخلت قرار دیں۔ لیکن اسلام نے چونکہ ایسے ہر اسلامی اجتماع کے موقعہ پر خطبہ کو عبادت کا حصہ قرار دیا ہے۔ اس لئے ایسے اجتماع پر خطبہ میں مسلمانوں کو مفید مشورے دینے اور ان کو ضروری وقتی تقاضوں سے باخبر کر کے ان کے وجود کو سوسائٹی اور ملک کے لئے کار آمد بنانے کا بہت اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور یہ مذہب اسلام کی ایک عظیم الشان فضیلت ہے۔

زکوٰۃ مال کو بڑھاتی۔ اور پاکیزہ کرتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا ایثار

آج سے قریباً ساڑھے تیرہ سو سال پہلے عرب کی سرزمین میں ہادئ موعود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی عربوں کو توحید کی طرف بلایا۔ سعید روحوں نے سرور کائنات صلعم کی آواز پر لبیک کہا۔ اور اپنی تمام نفسانی خواہشات کو اس طرح الوداع کہا کہ گویا ایک نیا جنم پا گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عربی کلام میں کیا ہی پیارا نقشہ کھینچا ہے۔

وَتَبِعُوْكَ اُولُوا النُّهٰى بِصِدْقِهِمْ
وَدَعَوْا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْاَوْطَانِ
قَدْ اٰثَرُوْكَ وَفَارَقُوْا اَحْبَابَهُمْ
وَتَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْاِخْوَانِ
قَدْ وَدَّعُوْا اَهْوَائَهُمْ وَنُفُوْسَهُمْ
وَتَبَرَّءُوْا مِنْ كُلِّ نَشَبٍ فَانِ
كَسَحُوْا بُيُوْتَ نُفُوْسِهِمْ وَتَبَادَرُوْا
لِتَمَتُّعِ الْاِيْقَانِ وَالْاِيْمَانِ

ترجمہ۔ دانشمندوں نے تیری پیروی کی اور اپنے صدق کیوجہ سے مالوف وطنوں کی یادیں ترک کر دی ہیں (۲) انہوں نے تجھے مقدم کر لیا اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے بھائیوں کے حلقے سے دور ہو گئے۔ (۳) انہوں نے اپنی خواہشات اور نفسوں کو چھوڑ دیا اور سب طرح فانی مالوں سے بیزار ہو گئے (۴) انہوں نے اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب صاف کیا اور یقین اور ایمان کی دولت لینے کیلئے جلدی جلدی آگے بڑھے۔

جس وقت انہوں نے اپنے نفسوں کو صاف کر لیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے انہیں بڑی سے بڑی قربانی کرنے کی توفیق بخشی۔ اور آج تک ان کی قربانی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے صحابہ کرام کے ایثار اور قربانی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

صحابہ کرام کا نوجوان طبقہ اپنے بھائیوں کے لئے مجسم ایثار و قربانی تھا۔ چنانچہ تاریخ اسلام کے اوراق ان سے بھرے پڑے ہیں جن میں سے چند واقعات بطور نمونہ اس غرض سے نیچے درج ہیں۔ تا احمدی نوجوان ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے پیارے امام حضرت مصلح موعود کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت پائیں، اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے" رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔

(۱) ایک مسلمان اپنے باغ کی دیوار تعمیر کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بیچ میں ایک دوسرے شخص کا درخت آتا تھا۔ دیوار بنانے کے خواہشمند نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ درخت مجھے دلوا دیجئے تا میری دیوار سیدھی بن سکے۔ لیکن درخت کا مالک راضی نہ تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور حکم اسے کہنا نہیں چاہتے تھے لیکن ایک اور نوجوان صحابی حضرت ثابتؓ بن دحداح کو جب اس کا علم ہوا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کو پورا کر کے جنت الفردوس میں باغات کے حصول کی تمنا نے ان کو بیتاب کر دیا۔ وہ فوراً درخت کے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ مجھ سے میرا باغ لے لو اور اس کے عوض یہ درخت مجھے دے دو۔ اسے اور کیا چاہیئے تھا۔ فوراً معاملہ طے ہو گیا۔ حضرت ثابتؓ بن دحداح یہ تصفیہ کرنے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے ایسا ایسا سودا کیا ہے اور میں یہ درخت دیوار بنانے والے کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنکر بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا ثابت کے لئے جنت میں بے شمار درخت ہیں۔ اس کے بعد حضرت ثابتؓ اپنی بیوی کے پاس باغ میں پہنچے اور کہا کہ یہاں سے نکل چلو۔ میں نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اس نیک بخت بیوی کا ایثار ملاحظہ ہو۔ کہ اُس نے بے مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ نہایت نفع مند سودا ہے۔

ایک صحابی کے ایثار کا یہ واقعہ ان کی ایمانی حالت کا بھی آئینہ دار ہے موجود الوقت جائیداد کو آئندہ زندگی میں نفع کے خیال سے چھوڑ دینا اُس وقت تک ممکن ہی نہیں جبتک کہ انسانی قلب اس یقین اور ایمان کے ساتھ پُر نہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات ایک اور ایک دو کی طرح صحیح اور یقینی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے دوست اپنے بزرگوں کی مثال کو خضر راہ بنائیں گے۔

(۲) حضرت لبیدؓ بن ربیعہ بہت فیاض آدمی تھے۔ اور انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں یہ عہد کر رکھا تھا۔ کہ جب باد صبا چلا کرے گی تو میں جانور لوگوں کو ذبح کر کے کھلایا کروں گا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس عہد کو نبھاتے رہے۔ لیکن ایک ایسا زمانہ آیا کہ آپ کی مالی حالت اس قابل نہ رہی تاہم اس عہد پر قائم رہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ خود حضرت لبیدؓ کو ایفا عہد کا جس قدر خیال تھا۔ ان کے اسلامی بھائیوں کو اس سے کم نہ تھا۔ چنانچہ جب باد صبا چلتی تو بطور امداد اونٹ جمع کر کے حضرت لبیدؓ کے پاس بھیجدیتے۔ تاکہ اپنے عہد کے پورا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ان کے اس عہد کی ذمہ داری براہ راست ان پر نہ ہونے کے باوجود وہ کبھی اپنے بھائی کے لئے ایثار سے غافل نہ ہوتے تھے

(استیعاب جلد اول ص ۲۲۴)

(۳) صحابہ کرامؓ کی زندگیاں مجسم ایثار تھیں اور وہ ہر موقعہ پر اپنے بھائیوں کے لئے قربانی کرنے کے واسطے آمادہ رہتے تھے لیکن ان کے ایثار کے سب واقعات کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو صرف ایک واقعہ ہی ایسا ہے۔ جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ تو اکثر اُن میں سے بالکل غریب اور نادار تھے۔ نہ کھانے کو تھا نہ پہننے کو اور نہ سر چھپانے کو کوئی جگہ تھی۔ لیکن انصار مدینہ نے اس اخلاص اور ایثار کے ساتھ ان سے سلوک کیا کہ انہیں محسوس تک نہ ہونے دیا کہ وہ کسی غیر جگہ میں ہیں۔ اپنے مکان ان کی رہائش کے لئے خالی کر دیئے اور انہیں اپنے اموال میں حصہ دار بنا لیا۔ اپنی زمینیں اور باغات ان کے ساتھ تقسیم کر لئے اور جان تک اُن کے لئے ایثار کرنے کو تیار ہو گئے کہ حضرت بن ربیع حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو جن کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم ہوا تھا۔ کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ جن میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ آپ اس کے ساتھ نکاح کر لیں۔ مگر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے شکریہ کے ساتھ اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مہاجرین کے لئے انصار کے ایثار کی یہ ایک ایسی درخشاں اور شاندار مثال ہے کہ جس کی نظیر نہ تو آج تک تاریخ عالم پیش کر سکی اور نہ آئندہ پیش کر سکے گی۔

اگر ہمارے دوست ان چند مثالوں پر غور کریں اور دیکھیں۔ کہ اپنے جذبات کو اپنے بھائیوں کے لئے قربان کرنے

دو بھائیوں سے جھگڑے اور تنازعہ کا تصفیہ کرانے۔ غریبوں کو امداد دینے انہیں قرض کے مصائب سے بہت بچانے اور دین کی راہ میں بوقت ضرورت تکلیف اُٹھانے کے لئے ان پر کس قدر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ تو نہایت ہی قلیل عرصہ میں کایا پلٹ سکتی ہے۔ اور بلحاظ قوم اس قدر عزت اور ترقی کر سکتے ہیں۔ کہ جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ جائے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ایثار کے مفہوم سے بھی عوام الناس ناآشنا ہیں۔ اور ان کی نگاہ اپنے نفس اور خاندان سے آگے جا ہی نہیں سکتی۔

اے احمدی نوجوانو! اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو۔ جو صحابہ کرامؓ نے کی تھی۔ جس کا نقشہ حضرت مسیح موعود نے اپنے عربی کلام میں کھینچا ہے۔ ہمارے اندر ابھی بہت کمزوریاں ہیں۔ اگر ہم اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صحابہ کرامؓ کا سا ایثار دکھائیں تو اسلام کی صحیح تعلیم سے تمام دنیا کو بہت جلد آگاہ کر سکتے ہیں۔ ہماری کمزوریاں اور ہماری خفتیں ہمارے اندر سے باہمی محبت کو ختم کر رہی ہیں۔ ہماری کمزوریاں [illegible]۔ لیکن حقیقی اسلام کے پیغام کو پہنچانے میں رُکن بن رہی ہیں۔ جبتک ہم صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر صحیح اسلامی اخوت پیدا نہ کریں گے۔ اس وقت تک ہم اسلام کی کامیابی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ پس اے احمدی نوجوانو! اٹھو اور کمر ہمت باندھ کر احمدیت کی تبلیغ میں رات دن لگ جاؤ۔ تاکہ دنیا میں امن قائم ہو اور احمدیت کی فتح اپنے پیارے آقا مصلح موعود کے زمانہ میں بچشم خود دیکھ لو۔

(خاکسار عبد الرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال قادیان)

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

" اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے"۔
اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلموں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے پتے روانہ فرمایئے پتے خوشخط ہوں۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

مختصر رپورٹ جلسہ سالانہ مستورات قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء

مرتبہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

مورخہ ۲۷ دسمبر کو صبح دس بجے زیر صدارت محترمہ اہلیہ صاحبہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد جلسہ سالانہ مستورات کی کارروائی تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد شروع ہوئی مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب حافظ آبادی نے قادیان کی مختصر تاریخ بہنوں کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ قادیان کی تاریخ آج سے چار سو انیس سال قبل مرزا ہادی بیگ کے ذریعہ شروع ہوئی۔ قادیان کے نام اور ابتدائی دور کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان اپنی شہرت اور عزت ونشان میں ترقی کر گیا یہاں علمی اور تبلیغی لحاظ سے مرکزی تنظیم کس قدر بڑھ گئی تھی۔ لیکن پھر خدائی تقدیر پوری ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "داغ ہجرت" پورا ہوا۔ لیکن وہ وقت دور نہیں جبکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس مقدس بستی کے ذریعہ پھر ایک بار امن اور صلح کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔

اس کے بعد نزہت آرا صاحبہ بنت مکرم حکیم خلیل احمد صاحب نے بعنوان کیا اسلام دنیا میں بزور تلوار پھیلا ہے۔؟ تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ کہ سب سے پہلے اسلام کے معنے دیکھنے چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے اس دین کا نام اسلام رکھ کر یہ بتا دیا کہ یہ امن چاہنے والا دین ہے۔ اس کے نام میں ہی اطاعت فرمانبرداری اور امن وامان کو ملحوظ رکھا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کو تمام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تو کس قدر ظلم ہوگا۔ کہ اس کے نام کی طرف تلوار کو منسوب کیا جاتا ہے۔ دنیا کی کسی تاریخ میں بھی ایسی مثال نظر نہیں آسکتی۔ کہ بانیٔ اسلام نے تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلانے کی کوشش کی ہو۔ پھر مسلمانوں پر ظلم وتشدد کی بہت سی مثالیں پیش کر کے بتایا کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کی اجازت دی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سی پابندیاں عائد کر دیں پھر قرآن مجید کی آیتوں سے اس مضمون کی اچھی طرح وضاحت کی۔

اس کے بعد امۃ العزیز صاحبہ نے بعنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام اقوام کے موعود ہیں تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد اس زمانہ میں ایک مصلح کی ضرورت تھی اور ہر مذہب کی کتابوں میں اس کے متعلق پیشگوئی موجود ہے۔ پھر ہر مذہب کی کتب کے حوالہ جات دے کر بتایا کہ تمام مذاہب کی کتب میں آنے والے کا نام۔ مقام اور زمانہ جو بتایا گیا ہے۔ اس کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ تمام اقوام کے موعود ہیں۔ اور تمام اقوام کو انہیں اپنی مقدس کتابوں کے مطابق مانتے ہوئے آپ پر ایمان لانا چاہیئے۔

اس کے بعد محترمہ اہلیہ صاحبہ سید بشارت احمد صاحب صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد دکن نے مسلمان عورتوں کے کارنامے بیان فرمائے جس میں انہوں نے خنساء کا واقعہ بیان کیا۔ پھر جنگ احد میں مسلمان خواتین کے عظیم الشان کارنامے بیان کئے۔ اور بتایا کہ باوجود عورت ہونے کے ان میں کس قدر شجاعت اور دلیری کا مادہ تھا۔ آخر میں حضرت اماں جانؓ کے اخلاق حسنہ۔ غریب پروری۔ اور مہمان نوازی کی مختلف مثالیں بہنوں کے سامنے پیش کر کے ترغیب دلائی۔ کہ ہمیں بھی اپنی کوتاہیوں کو چھوڑ کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ازاں بعد مبارکہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے بعنوان عورتوں کی عزت اسلام نے قائم کی۔ تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ کہ اقوام عالم عورت کو ایک ذلیل وحقیر چیز خیال کرتی تھیں لیکن اسلام نے عورت پر گراں قدر احسانات کئے۔ عورت کو ہر حیثیت سے خواہ وہ بیٹی ہو یا بیوی ہو یا ماں ہو جائیداد کا وارث بنایا۔ پھر طلاق اور خلع کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ عورت کو بھی مرد کی طرح حقوق حاصل ہیں۔ نیز تعدد ازدواج کے متعلق جو اعتراضات دوسری قومیں کرتی ہیں چند ایک اعتراض اور ان کے جواب بہنوں کے سامنے پیش کئے۔

چونکہ اہلیہ صاحبہ سیٹھ صاحب بیمار تھیں اس لئے مبارکہ بیگم صاحبہ نے ان کی طرف سے تمام حاضرات اور خاص کر غیر مسلم خواتین کا جو بہنوں نے نہایت شوق اور خوشی کے جذبہ سے جلسہ میں شرکت کی شکریہ ادا کیا دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

مستورات کے جلسہ کی حاضری ۲۶/ دسمبر اور ۲۷ دسمبر کو اڑھائی سو کے قریب رہی۔ مگر تیسرے دن غیر مسلم خواتین کی اکثریت کی وجہ سے ساڑھے پانچ سو تک پہنچ گئی تھی۔

بھارت کی لجنات توجہ فرمائیں

گذشتہ ماہ سے بھارت کی لجنات کی طرف سے ماہانہ رپورٹ بمصر آنی بند ہو گئی ہے۔ برائے مہربانی تمام لجنات اس طرف توجہ دیں اور ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مرکز میں بھجوایا کریں۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

کیا چیز صدقہ ہے؟

(۱) کل معروفٍ صدقۃ۔ ہر نیکی صدقہ ہے۔

(۲) الکلمۃ الطیبۃُ صدقۃ۔ اچھی بات صدقہ ہے

(۳) ما صدقۃ افضل من ذکر اللہ تعالیٰ — کوئی صدقہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے افضل نہیں۔

(۴) نَفَقَۃُ الرجلِ علی اھلہ صَدَقَۃٌ۔ آدمی اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرے اُس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

(۵) کل قرض صدقۃ۔ ہر قرض صدقہ ہے۔

(۶) افضل الصدقۃ ان تُشبع کبداً جائعاً۔ بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو بھوکے کا پیٹ بھر دے۔

(۷) افضل الصدقۃ سَقْیُ الماء۔ بہتر صدقہ پانی پلانا ہے۔

(۸) مداراۃ الناس صدقۃ۔ لوگوں کی خاطر داری وتواضع کرنا صدقہ ہے۔

(۹) ما من صدقۃ احب الی اللہ من قول الحق۔ کوئی صدقہ سچ بات سے زیادہ محبوب نہیں۔

(۱۰) صدقۃ ذی الرحم علی ذی الرحم صدقۃ۔ رشتہ دار کا رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب رکھتا ہے۔

(۱۱) ما انفق المرأ علی نفسہ و ولدہ واھلہ وذی رحمہ وقرابتہ فھولہ صدقۃٌ۔ آدمی اپنے نفس پا اپنی اولاد اور اپنی بیوی اور اپنے ناطے والے قرابتدار پر کرے گا۔ تو اُسے صدقہ یعنی خیرات کرنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۲) الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصلوٰۃ والصدقۃ قالوا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد بین الحالقۃ۔ کیا میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جو روزہ نماز اور زکوٰۃ سے درجہ میں بہتر ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔" آپس کی اصلاح اور قطع تعلق کا انسداد۔

(۱۳) یصبح الرجلُ علی کل سلامی من احدکم صدقۃ فکل تسبیحۃ صدقۃ وکل تحمیدۃ صدقۃ وکل تہلیلۃ وکل تکبیرۃ صدقۃ" وامر بالمعروف صدقۃ" ونھی عن المنکر صدقۃ و یجزی من ذالک رکعتان یرکعھما من الضحیٰ

فرمایا جب آدمی صبح ہوتی ہے تو اُس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر ہر بار سبحان اللہ کہنا ایسا صدقہ ہے اور ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ پھر ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ ہر بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور ان سب سے کافی ہو جاتی ہیں دو رکعتیں چاشت کی جن کو وہ پڑھتا ہے۔

امن ۔ کا ۔ شہزادہ

(تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء قادیان)

(۲)

چنانچہ شہزادہ امن کی مندرجہ بالا تعلیم کی روشنی میں جماعت احمدیہ ہر سال "سیرۃ پیشوایان مذاہب" کے جلسے منعقد کرتی ہے۔ اور ان جلسوں میں مختلف مذاہب کے پیشوایان کی سیرت و سوانح حالات زندگی اور نیک نمونہ پر تقاریر کی جاتی ہیں۔ اور یہ تقاریر ہر مذہب و ملت کے نمائندگان کی طرف سے کی جاتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اخبارات کے خاص نمبر شائع کئے جاتے ہیں۔ جو ان معلمین اور پیشوایان کے فضائل و مناقب اور حالات زندگی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے اس اقدام کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام اور دیگر مذاہب کے پیرووں کے درمیان منافرت دور ہو کر محبت و آشتی پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ اسی خوشگوار تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب اخبار "ملاپ" فرماتے ہیں:۔

"خوشی کی بات ہے کہ اب غلط فہمی کے بادل چھٹتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل ہند رفتہ رفتہ حقیقت آشنا ہو رہے ہیں۔ ماضی قریب میں دیکھا گیا ہے۔ کہ اکثر ہندو اور دیگر غیر مسلم عربی نبی کی نعت خوانی کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف بہت سے معزز تعلیم یافتہ مسلمان کھلے دل سے حضرت کرشن جی کی مدحت طرازی میں مصروف ہیں۔ اور یہ امر اقوام ہند کے باہمی اتحاد و اتفاق کے واسطے نہایت مبارک اور اہم ہے کیونکہ ترقی اور آزادی ہند کا انحصار اس امر پر ہے"۔ (ملاپ کرشن نمبر اگست ۱۹۲۹ء)

مذہبی مناقشات دور کرنے اور مذہبی رواداری پیدا کرنے کے ذرائع

بانی سلسلہ احمدیہ نے تمام دنیا کے سامنے الہام الٰہی کے ماتحت یہ نظریہ پیش فرمایا۔ کہ اس وقت جو بھی مذاہب دنیا میں قائم ہیں۔ وہ اپنی ابتدائی تعلیم سے کتنے ہی دور ہو گئے ہوں۔ اور کس قدر ہی غلط عقائد کی ملاوٹ اُن میں ہو گئی ہو۔ تب بھی اُن میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں۔ اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں۔ اور ایک عمر پا گئے ہیں۔ اور ایک زمانہ اُن پر گذر گیا ہے۔ اُن میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں۔ اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے"۔ (تحفہ قیصریہ)

اور مذاہب میں مناقشات دور کر کے باہمی محبت و رواداری پیدا کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے مندرجہ ذیل تجاویز پیش فرمائیں:۔

اول۔ کوئی شخص کسی دوسرے مذہب پر اعتراض نہ کرے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ جس مذہب میں خوبیاں زیادہ ہوں گی۔ وہ خود بخود افضل ثابت ہو جائے گا۔

دوم۔ اگر مجبوراً دوسرے مذہب پر اعتراض کرنا ہی پڑے۔ اور ازالہ کی جواب دینے کی ضرورت محسوس ہو۔ تو یہ بات مدنظر رکھی جائے۔ کہ ایسا اعتراض نہ کیا جائے جو خود اعتراض کرنے والے کے اپنے مذہب پر پڑتا ہو۔

سوم۔ اعتراض کرنے کی صورت میں صرف ان اصولوں اور مذہبی کتابوں پر اعتراض کیا جائے۔ جو کسی کی مسلمہ ہوں۔ اور اس غرض کے لئے ہر مذہب کی طرف سے مستند اور مسلمہ کتب کی فہرست شائع کر دی جائے اور اعلان کر دیا جائے۔ کہ ان کے علاوہ باقی کتب مسلمہ نہیں۔

شہزادہ امن علیہ السلام کی پیش کردہ مندرجہ بالا تجویز کو ملحوظ خاطر رکھ کر جس معقولیت اور رواداری اور محبت سے مذہبی مقابلے ہو سکتے ہیں۔ وہ کسی تفصیل کے محتاج نہیں۔ اور ان اصولوں پر ہی عمل پیرا ہو کر مذاہب کے باہمی کھچاؤ اور تنافر کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اور بین المذاہبی امن قائم ہو سکتا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد

شہزادہ امن بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی تعلیم اور خیالات کے اظہار کے لئے قریباً اسی کتب تصنیف فرمائیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی کوشش یہی تھی کہ ہندوستان کی قوموں میں باہمی صلح ہو جائے۔ اور وہ محبت و آشتی اور امن و امان سے ملک میں رہ کر اس کی ترقی کا موجب ہوں۔ چنانچہ آپ کی آخری تصنیف "پیغام صلح" جو آپ نے اپنی وفات سے ایک دن پہلے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو تحریر فرمائی۔ وہ گویا اہل ہند کے لئے آپ کا آخری پیغام تھا۔ اور وہ پیغام صلح و محبت کا پیغام تھا۔ آپ دونوں قوموں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اُس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اس کو کاٹتا ہے۔ . . . ایسے نازک وقت میں یہ عاجز آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں جو کچھ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔ وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی۔ تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی۔ کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہموطن بھائیو قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں"۔

اور اس صلح کے قیام کے لئے آپ نے مندرجہ ذیل مفید اور نتیجہ خیز تجاویز پیش فرمائیں:۔

(۱) دونوں قومیں یہ عہد کریں۔ کہ آئندہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کا نام عزت سے لیا جائے گا۔ اور ان کے لئے کوئی کلمہ استعمال نہ کیا جائے گا جس سے دوسروں کی دلآزاری ہو۔

(۲) ہم یہ اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ویدوں کے رشی اور بعد میں آنے والے پیشوا حضرت کرشن اور رامچندر جی خدا کے برگزیدہ لوگ تھے۔ ہم اُن کو صادق اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں۔

(۳) ہندو صاحبان یہ اقرار کریں۔ کہ حضرت محمد صلعم سچے رسول تھے۔ اور دنیا کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور آئندہ ہندو صاحبان آنحضرت صلعم کی اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح وہ اپنے رشیوں کی عزت کرتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی فریق اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے۔ تو تین لاکھ روپیہ تاوان ادا کرے۔

(۵) مسلمان اس کے مقابل پر گائے ذبح کرنا چھوڑ دیں گے۔ بے شک گائے حلال ہے۔ مگر ضروری نہیں۔ کہ ہر حلال چیز مرداری استعمال کی جائے۔

(۶) اس معاہدہ پر دونوں قوموں کے دس دس ہزار معروف اور بااثر نمائندوں کے دستخط ہوں۔

یہ لیکچر آپ کی وفات کے بعد ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھا گیا۔ سمجھدار اور دانا طبقہ نے اسے ملک و قوم کے لئے مفید سمجھا اور اس کے افادہ عام اور امن پسندانہ نتائج کا ایک لمبے تجربہ کے بعد اقرار کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر پریم دت صاحب اخبار "فرنٹیر میل" ڈیرہ دون میں فرماتے ہیں۔

"احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی کرنے والی جماعت ہے احمدیوں کی بنیادی تعلیم سب مذاہب کے ساتھ رواداری کا سلوک کرنا ہی ہے۔ احمدی تمام مذاہب کے پیشواؤں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُن کی اچھی باتوں کو اپنے اندر شامل کرتے ہیں۔ چالیس سال پیشتر جب ابھی مہاتما گاندھی سیاست کے افق پر نمودار نہ ہوئے تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اپنی کتاب "پیغام صلح" لکھی۔ اور اس میں ایسی تجویزیں لوگوں کے سامنے رکھیں۔ کہ جن پر چل کر آپس میں اتحاد و اتفاق اور صلح پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے مسلمانوں سے کہا۔ کہ وہ گائے کا ذبیحہ چھوڑ دیں اور ہندوؤں سے خواہش کی۔ کہ وہ مسلمانوں کے بزرگوں کو بُرے الفاظ سے یاد نہ کریں۔ آپ نے اس طرح لوگوں میں رواداری کا جذبہ اور بھائیوں والی محبت پیدا کرنی چاہی آپ کی شخصیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ آپ نے اپنی تیز نگاہ سے آئندہ آنے والے فسادات اور بدامنی کے دھندلے نقشوں کو دیکھ لیا۔ اور اُس کے تدارک کے لئے تجویزیں پیش کیں لیکن لوگوں کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے ان تجویزوں پر عمل کر کے اپنا نقصان کیا"۔

(اخبار فرنٹیر میل مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء)

حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ

شہزادہ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو قرآن مجید کے ارشاد "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" کے

ماتحت یہ تعلیم دی۔ کہ وہ حکومتِ وقت کے فرمانبردار رہیں۔ اور حکومت کے خلاف کسی ایسی تحریک میں شامل نہ ہوں۔ جو بغاوت کا رنگ رکھتی ہو۔ فتنہ و فساد اور عدم تعاون سے احتراز کریں۔ اور ایک پُر امن اور صلح جو شہری کی طرح زندگی بسر کریں چنانچہ جماعت احمدیہ کی ۶۵ سالہ تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے۔ کہ یہ جماعت ہر ملک میں اس اصول پر شدت سے قائم ہے اور یہی اصول دنیا میں امن کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہندو پاکستان کی تقسیم کے بعد امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومبر ۱۹۴۹ء میں مندرجہ ذیل اعلان فرمایا:۔

"ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ جس حکومت میں رہو اُس کے فرمانبردار رہو۔ پس جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ ہم اُن کو بھی کہیں گے۔ کہ ہندوستان کی حکومت کی فرمانبرداری کرو۔ اور یہی تعلیم ہماری انڈونیشیا۔ عرب۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ انگلستان فرانس۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ ایبے سینیا۔ مصر اور دیگر حکومتوں کے ماتحت رہنے والے احمدیوں کو ہو گی۔ کسی کی سمجھ میں ہماری بات آئے یا نہ آئے ہماری سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آتی۔ کہ ہمارے بیان کردہ اصول کے بغیر دنیا میں امن کس طرح رہ سکتا ہے"۔

(ملاحظہ اخبار الرحمت ۲ر نومبر ۱۹۴۹ء)

چنانچہ جماعت احمدیہ کے اس امن پسندانہ اصول کے بارہ میں آج سے قریباً ۲۲ سال قبل ایک امریکن پادری ایچ کریمر لکھتا ہے

"یہ لوگ اپنی تمام توجہ اور طاقت تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں اور سیاست میں حصہ نہیں لیتے اُن کا عقیدہ ہے کہ انسان جس حکومت کے ماتحت ہو۔ اُس سے وفادار رہے۔ اور وہ صرف اس بات کی پرواہ کرتے ہیں۔ کہ کونسی حکومت کے ماتحت اُن کو تبلیغ اسلام کے مواقع اور سہولتیں میسر ہیں۔ اور وہ اسلام کو ایک مذہبی گروہ یا سیاسی نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اُن کو محض صداقت اور خالص حق سمجھ کر تبلیغ میں کوشاں ہیں"۔

(ترجمہ از رسالہ مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۳۶ء)

الغرض شہزادۂ امن بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دنیا کے سامنے ایسی تعلیمات پیش کیں جن پر عمل کرنے کے نتیجہ میں قوموں اور ملکوں میں اتحاد و اتفاق اور مذاہب میں باہمی رواداری اور صلح و امن قائم ہو سکتا ہے اور جماعت احمدیہ اپنے قیام کے وقت سے ہی ان زرین اصولوں پر کاربند ہے۔ اور مسلسل ایسی سعی و کوشش کر رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ملک میں اندرونی اور بیرونی طور پر امن و سلامتی پیدا ہو۔ اور جماعت احمدیہ کے اس امن پسندانہ رویہ کے بارہ میں جو بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ مختلف طبقات اور قوموں کے صاحب اثر اور حیثیت اصحاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ وقت کی رعایت رکھتے ہوئے آپ کے سامنے ہندو پاکستان کی تقسیم کے بعد صرف چار نیک دل انصاف پسند غیر مسلم معزز اصحاب کی آراء آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ جنہوں نے ہمیں قریب سے آ کر دیکھا اور ہمارے لٹریچر کا محبت و شوق سے مطالعہ کیا۔ اور جماعت احمدیہ کی صحیح پوزیشن کو سمجھا اور پھر نہایت جرأت کے ساتھ نہ صرف اُن حقائق کا اقرار کیا۔ بلکہ اخبارات میں بھی اپنے خیالات اور آراء کو شائع کر دیا۔ چنانچہ

جناب ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ بی۔ ایس۔ سی دہلی اخبار اسٹیٹسمین مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۴۹ء میں لکھتے ہیں:۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا۔ جس نے اپنے گردو پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اُس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطۂ نگاہ تعمیری اور اُس کا رویہ پابند قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ گذشتہ فرقہ دارانہ فسادات (۱۹۴۷ء) میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ (قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ سے) صاف رکھے۔ یہ سب کچھ اُن کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آ سکتا۔ قادیان کے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب محبت و ملاحت کا مجسمہ ہیں۔ بہت کم شخصیتوں نے اہل اسلام پر ایسا اثر ڈالا ہے جیسا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے۔ آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کی شخصیت، عقیدہ اور تعلیم کے خلاف پراپیگنڈا کی شدت سے کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ پرانے عقائد کے مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا۔ کہ ان کے ہم خیال کم ہوتے جائیں گے۔ حکومت ہند کو چاہیئے کہ امن و انسانیت کے مفاد کے پیش نظر اس خالص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے۔ کیونکہ مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی دنیا سے مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور بڑاج حاصل کروانے میں ایک اہم پارٹ ادا کرے گی"۔

۲۔ مسٹر ایچ۔ آر وکرہ نمائندہ خصوصی اخبار اسٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۴۹ء کے اخبار میں لکھتے ہیں:۔

"غیر مسلم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے گذشتہ فسادات (۱۹۴۷ء) میں خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگے"۔

"احمدی جو تمام مذاہب کے غریبوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کے قائل ہیں۔ مقامی ہندو اور سکھ یتیموں اور بیواؤں کی امداد کرتے رہے اور اب بھی جب کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی آمدنی کم ہو گئی تھی۔ غیر مسلموں کی ایک تعداد اپنے وظیفے انجمن سے حاصل کر رہی ہے"۔ نیز لکھتے ہیں:۔

"اپنے مشن کی کامیابی پر نہ مٹنے والا یقین اپنے ملک کے ساتھ وفاداری اور دوسرے مذاہب کے ساتھ رواداری یہ احمدیہ جماعت کی ایسی خصوصیات ہیں۔ جس کی وجہ سے قادیان میں ۳۱۳ احمدی سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلموں کی نمایاں دشمنی کے باوجود یہاں پر مقیم ہیں"۔

۳۔ اخبار The Sentinel رانچی اپنی ۱۴ر جولائی ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"قادیان کے نور و برکت کی حد بندی کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمام دنیا اس کو براہ راست یا بالواسطہ جانتی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر یہ مقام نا گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ لیکن اکسٹھ سال پہلے ایک روحانی کیفیت اس تہذیب کے لحاظ سے پسماندہ جگہ میں ظاہر ہوئی۔ اس کا ظہور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں ظاہر ہوا۔ ۔ ۔ ۔ جو شخص قادیان سے کلام کر رہا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں فی الحقیقت دنیا کے تمام مفکرین نے جن کو آپ کی کتب و تعلیم کے مطالعہ کا موقعہ ملا۔ ۔ ۔ ۔ آپ میں معجزہ کا ظہور اور حقیقی راحت و اطمینان پایا۔ آپ نے دنیا پر ظاہر کیا۔ کہ وہ خلیج جو خالق اور مخلوق کے درمیان وسیع ہو گئی ہے۔ اُس کا پاٹنا آپ کی زندگی اور بعثت کا مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام گوشوں سے لوگ آپ کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ اور آپ کی ذات میں انہوں نے مسیح موعود کی بعثت کو پورا ہوتے پایا۔ آجکل آپ کے ماننے والے تمام ملکوں میں اور تمام حکومتوں کے ماتحت ترقی کر رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت قادیان میں ایک بہت بڑی تعداد علماء، سائنسدانوں اور مقدس بزرگوں کی تھی۔ اس پس منظر کے ساتھ ہمیں چاہیئے کہ موجودہ قادیان کا نظارہ کریں۔ تاکہ ہمیں اس میں رہنے والے احمدیوں کے صبر و استقلال۔ ایثار اور انجام کا علم ہو سکے (ہندوستان کے) احمدیوں کی پورے طور پر جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ اُن کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ اُن میں پایا جاتا ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اُن کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ حکومت ہند کے وہ وفادار ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے اپنی انگلیوں کے پوروں تک سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں۔ اُن کے وفادار ہیں۔ اور جملہ پیشوایانِ مذاہب کا احترام و عزت کرنا اُن کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے"۔

۴۔ جناب جسونت سنگھ جرنلسٹ مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز دہلی ۲۰ر دسمبر ۱۹۵۱ء میں لکھتے ہیں:۔

"پرانے خیالات کے مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف مسلمانوں کی یہ جماعت۔ اُن اختلافات کو جو مختلف قوموں اور مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ تسلیم کرکے یہ سمجھتی ہے۔ کہ ان اختلافات کو جبر اور طاقت سے نہ مٹایا جائے۔ بلکہ وعظ و نصیحت اور باہمی مفاہمت سے دور کیا جائے۔ احمدیہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ تمام مذاہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے داعی ہیں۔ اور ایک لمبے عرصہ سے دنیا میں قائم ہیں۔ وہ یقیناً سچے اور خدا کی طرف سے ہیں۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ لمبا زمانہ گذرنے کی وجہ سے اُن کی تعلیم میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہو۔ اور اُن کی روحانی طاقت کمزور ہو گئی ہو۔

احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے۔ اور جہاد کا خیال جس رنگ میں پرانے خیالات کے دوسرے مسلمانوں میں رائج ہے جس کی رو سے مذہب کے نام پر جبر و طاقت کا استعمال جائز ہے احمدیت اس کو نہیں مانتی۔ سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے۔ کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں۔ وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ بات اُن کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے۔ کہ وہ حکومت کے ساتھ

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء

جن احباب کی طرف سے ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جارہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے پیشتر ازیں مختلف اوقات پر بذریعہ اخبار "بدر" اور انفرادی و جماعتی تحریکات توجہ دلائی جاچکی ہے۔ اور اس فنڈ کے بڑھانے کے متعلق حضرت اقدس کا ارشاد بھی جماعتوں تک پہنچایا جاچکا ہے۔

موجودہ آمد درویشان کے مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے افراد ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ماہوار وعدہ مرکز میں بھجواتے تھے۔ مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کی جارہی ہے ایسے احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں۔ اور جو دوست تاحال کسی وجہ سے وعدہ نہ کرسکے ہوں۔ وہ اپنے وعدے بھجوائیں۔ اور ایسے افراد جو اپنے حالات کے مطابق ہر ماہ ادائیگی سے معذور ہوں تو ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً یا المقطعہ اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ ادا کرکے اس تحریک کے ثواب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ہ تعاون کریں۔ اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔

معزز حضرات! میں نے اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں شہزادہ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان زریں اصولوں اور کارہائے نمایاں کو پیش کیا ہے۔ جو بین الاقوامی۔ بین المذاہبی امن وصلح اور اتحاد و اتفاق کی بنیادیں استوار کرنے والے ہیں۔ اور جن پر عمل پیرا ہوکر ہی عالمگیر امن واتحاد قائم ہوسکتا ہے۔ اور مضمون کے آخری حصہ میں ان معزز غیر مسلم احباب کی آراء اور تاثرات قلبی پیش کئے ہیں۔ جنہوں نے ایک طرف بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان امن پسندانہ اصولوں کو سراہا ہے۔ تو دوسری طرف اس امر کا کھلے الفاظ میں اقرار و اعتراف کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہے۔ پس "الفضل ما شهدت به الاعداء" ذی وفضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کریں۔ نیز "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" کی ضرب المثل کے مطابق جماعت احمدیہ کا نیک عملی نمونہ اور امن پسندانہ رویہ خود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت پر ایک کھلی اور بین دلیل ہے۔ کہ شہزادہ امن اپنے مقصد بعثت میں کامیاب وکامران ہوا اور وہ دن دور نہیں۔ کہ جب حالات اور زمانہ دنیا کو مجبور کردینگے کہ اگر وہ باہمی امن واتحاد کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان اصولوں پر عمل پیرا ہوں جو شہزادہ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے کافی عرصہ قبل دنیا کے سامنے پیش فرمائے تھے جب ہر مذہب وملت۔ قوم وطبقہ اور ملک وعلاقہ کے لوگ ان امن پسندانہ اصولوں پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں گے۔ اس کے نتیجہ میں باہمی اتحاد و اتفاق کی ایسی خوشگوار فضا پیدا ہوگی۔ جس کے اندر تمام دنیا کے لوگ امن وچین کی زندگی بسر کریں گے۔ تب ان کے دلوں کی آواز بصورت نعرہ یوں بلند ہوگی۔

شہزادہ امن — زندہ باد

امن واتحاد — پائندہ باد

فہرست وصولی درویش فنڈ ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء

نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۲۰/-/-
۲	" پی۔ ایم۔ صاحب پینگاڈی	۶/-/-
۳	" ایم ابراہیم صاحب	۲/۸/-
۴	" ایم احمد صاحب پریذیڈنٹ پینگاڈی	۲/-/-
۵	مکرم کے ایم علی صاحب	۱/-/-
۶	" ایم ابراہیم صاحب کوٹی	۱/-/-
۷	" سی کے ڈی شاپ	۳/۸/-
۸	" سکرٹری صاحب مال حیدرآباد رقم بلا تفصیل	۱۱/۲/-
۹	" نواب اکبر یار جنگ صاحب بعوض گرم کپڑے	۲۵/-/-
۱۰	" چراغ دین صاحب بمبئی	۲/-/-
۱۱	" عبدالستار صاحب "	۱/-/-
۱۲	" کے ایم علی صاحب پینگاڈی	۱/-/-
۱۳	" قریشی محمد یوسف صاحب بریلی	۵۰/-/-
۱۴	" ای محمد کنجو صاحب کرناگاپلی	۵/-/-
۱۵	" ایم محمد خراف صاحب "	۲/-/-
۱۶	" کے پو شمس الدین صاحب "	۵/-/-
۱۷	مکرم ڈی ٹی باپو صاحب / " پی او محمد صاحب پریذیڈنٹ کناگھٹ	۵/-/-
۱۸	" سیٹھ محمد صدیق صاحب برائے دسمبر ۱۹۵۳ء کلکتہ	۲۵/-/-
۱۹	" سلطان احمد صاحب پیکاسکنو	۱/-/-
۲۰	مکرم حاجی ڈاں صاحب کیرنگ	۱/-/-
۲۱	جماعت احمدیہ دیودرگ رقم مد درویش فنڈ بلا تفصیل	۱۰/-/-
	کل میزان وصول	۱۸۸/۳/-

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

تازہ ترین ارشاد

جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کی افتتاحی تقریر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء کو اپنی افتتاحی تقریر میں چندہ تحریک جدید کے وعدوں کے متعلق احباب جماعت کو جو پُرزور تحریک فرمائی اس کا ملخص ذیل کے الفاظ میں احباب جماعت تک پہنچاتے ہوئے درخواست کی جاتی ہے کہ احباب حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے وعدوں سے بہت جلد دفتر تحریک جدید کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں (وکیل المال)

حضورؓ نے ان مبارک ایام میں خصوصیت کے ساتھ دعاؤں پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "دوستوں کو دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے یہاں آنے کو انکے اخلاص و ایمان کی ترقی کا موجب بنائے اور اس عظیم الشان موقع سے فائدہ اٹھانے سے محروم نہ رہ جائیں جو سینکڑوں سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ترقی کے لئے پیدا کیا ہے۔ خصوصاً تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام کے لئے دعائیں کریں جو غیر ممالک میں ہماری جماعت کی طرف سے ہورہی ہے۔

آج دنیا میں چاروں طرف اسلام پر یورش ہو رہی ہے اور اسلام کے مورچہ پر صرف چند نہتے مبلغ کھڑے ہیں ہر طرف سے انکی مخالفت ہو رہی ہے۔ ان سے دشمنیاں کی جا رہی ہیں اور دنیا ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کررہی ہے۔ آپ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے فوج کیلئے اسلحہ اور باقاعدہ تیار کرنیوالا کارخانہ ہوتا ہے انکے کیلئے سامان خورد و نوش بھیجنا اور ان کے لئے لٹریچر چھپوا کرنا آپ لوگوں کا فرض ہے اگر آپ لوگوں کی طرف سے کوتاہی ہوا اور انہیں وہ سامان نہ پہنچے جسکی انہیں ضرورت ہے تو انکی زندگیاں بالکل بیکار ہو کر رہ جائینگی۔

حضور نے فرمایا "مدت کی بات ہے جب یورپین قوموں نے بلقانی ریاستوں کو ترکی کے خلاف بڑھا کر اس سے لڑوا دیا اور ترکی کو بہت بڑی شکست ہوئی اور کئی علاقے اسکے ہاتھ سے نکل گئے تو اس زمانہ میں ولایت سے ایک اخبار "ڈیلی نیوز" منگوایا کرتا تھا۔ انہیں ڈیلی نیوز کے نمائندہ نے ایک دفعہ سالونیکا کے حالات لکھے تھے۔ وہ نمائندہ جس نے یہ حالات بھجوائے اس نے لکھا کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسا دردناک نظارہ نہیں دیکھا تھا اس نے لکھا کہ ترک سپاہی ملک کے لئے جان دینے میں کسی سے پیچھے نہیں مگر ان سے اتنی بڑی غداری کی گئی ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں! انہوں نے اپنی توپوں میں گولے ڈالے تو انہیں پتہ لگا کہ وہ گولے سب کے سب جھوٹے ہیں۔ یعنی ان کے اوپر کو کور لپٹا ہوا تھا مگر اندر بارود نہیں تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی توپیں دشمن کی توپوں کے مقابلہ میں بالکل بیکار ہوگئیں اور وہ شکست کھا گئے۔ پھر اس نے ایک تصویر دی ہوئی تھی جس میں اس نے دکھایا کہ ترکی کمانڈر ایک پتھر پر بیٹھا سر پکڑ کر رو رہا ہے اس نے لکھا کہ یہ ایک بہت بڑا بہادر جرنیل ہے۔ جب اس کی قوم پیچھے ہٹی ہے تو اس کی حالت یہ تھی کہ وہ بچوں کی طرح روتا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ اگر میری قوم میرے ساتھ یہ غداری نہ کرتی تو میں دشمن کو دھکیل کر سمندر تک پہنچا دیتا۔

میری آنکھوں کے سامنے آجتک اس ترکی کمانڈر کی تصویر ہے کہ اس نے سر پکڑا ہوا ہے اور وہ رو رہا ہے یہی تمہارے مبلغوں کا حال ہوگا اگر تم اپنے فرائض کو ادا نہیں کروگے اور انہیں پورا سامان بہم نہیں پہنچاؤ گے ان میں سے ایک ایک آدمی ہزاروں ہزار اور لاکھوں لاکھ کا کام کر رہا ہے۔ کروڑوں کروڑ کی آبادی میں کسی جگہ ہمارا ایک آدمی کام کر رہا ہے اور کسی جگہ دو۔ اور وہ سامان جو انہیں ہماری طرف سے مہیا کیا جارہا ہے اور جسے وہ ارد گرد کے علاقوں میں سفر کرسکتے اور لٹریچر پھیلا سکتے ہیں بہت ہی کم ہے مگر اس میں اب اور بھی کوتاہی واقع ہورہی ہے"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا خلاصہ آپکے سامنے ہے۔ اب اگر آپ اپنا وعدہ نہیں بھجوا سکے تو فوری طور پر مقامی سکریٹری صاحب کی خدمت میں یا دفتر ہذا میں براہ راست ارسال فرما دیں۔ پس آپ خوشی انشراح صدر اور بشاشت ایمانی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنیکے لئے آگے بڑھیں اور اپنے آپ کو سابقون الاولون میں شامل کریں اور اس زمانہ کے جنامیں حصہ لے کر دونوں جہانوں کی برکتیں اور انعامات کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو اور آپکو زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ... کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں!

قادیان۔ مورخہ ۱۵ جنوری۔ ایک فروری جلسہ ریتی چھلہ میں لوکل کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام ہوا جس میں امریکی۔ پاکستان معاہدہ کے متعلق تقاریر ہوئیں اور نظمیں پڑھی گئیں۔ تقاریر کرنے والوں میں سے پنڈت رام رتن میونسپل کمشنر بٹالہ مسٹر فراتی لال۔ لالہ میلا رام طائر۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ سردار گورمیج سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ سردار دریام سنگھ پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی گورداسپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لالہ میلا رام صاحب طائر نے مفصل اور مدلل تقریر کی جس کو لوگوں نے توجہ سے سنا۔ اور پسند کیا۔

جلسہ گیارہ بجے شب کے قریب ختم ہوا۔

نئی دہلی۔ ۱۵ جنوری۔ پاکستانی ہائی کمشن کے ترجمان نے آج اس بات کی تردید کی کہ ہائی کمشنر پاکستان مسٹر غضنفر علی خاں نے اپنے عہدہ سے استعفےٰ دے دیا ہے کراچی میں دفتر خارجہ نے اس خبر کی سختی کے ساتھ تردید کی۔

اس سے قبل یونائیٹڈ پریس کراچی کے حلقوں کے حوالہ سے خبر دی تھی کہ مسٹر غضنفر علی خاں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ تاکہ اپنے صوبہ پنجاب کی ریاست میں حصہ لے سکیں

کراچی کے اخبار "مارننگ نیوز" نے خبر دی تھی۔ کہ بعض پالیسی معاملات پر اختلافات ہونے کی بنا پر مسٹر غضنفر علی خاں نے اپنے عہدہ سے استعفےٰ دیدیا ہے۔ اسی طرح اخبار "ڈان" نے شائع کیا کہ مسٹر غضنفر علی نے سیاست میں عملی طور پر حصہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا ہے لیکن نئی دلی میں پاکستانی ہائی کمشن کے ایک ترجمان نے ان خبروں پر حیرت کا اظہار کیا اور ان کی تردید کی۔ یونائیٹڈ پریس نے یہ بھی خبر دی ہے کہ وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خاں نے ترکی، مصر اور ایران میں پاکستانی سفراء کے نام حکومت کی منظوری کے لئے پیش کئے ہیں۔ یہ تینوں عہدے تقریباً ایک سال سے خالی پڑے ہیں۔ لیکن مشرق وسطیٰ میں تازہ صورت حال کے پیش نظر حکومت پاکستان جلد از جلد ان عہدوں کو پُر کرنا چاہتی ہے۔

راولپنڈی۔ ۱۵ جنوری معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ خان پر حکومت پنجاب کی نگرانی رہے گی۔ اور وہ راولپنڈی کے سرکٹ ہاؤس میں رہیں گے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ وہ واہ میں مقیم ہوں گے۔ جو صوبہ سرحد سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن اب انہیں راولپنڈی میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ سرکٹ ہاؤس میں بادشاہ خان کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ ان سے ملاقات کرنے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

کراچی۔ ۱۵ جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کل ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ اگر کولمبو کی ایشیائی وزراء اعظم کی کانفرنس میں ہند اور پاکستان کے متنازعہ مسائل مثلاً کشمیر، نہری پانی وغیرہ پر غور کیا گیا تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

انہوں نے اس امر کا بھی اعلان کیا کہ انہوں نے کولمبو کانفرنس میں شرکت کی دعوت منظور کر لی ہے یاد رہے کہ کل مسٹر محمد علی نے وزیر اعظم لنکا مسٹر کوٹلے والا سے ملاقات کی تھی۔ مسٹر محمد علی کے اس اعلان کا یہ نتیجہ نکالا جا رہا ہے کہ کولمبو کانفرنس میں یہ مسائل زیر بحث آئیں گے۔

قاہرہ۔ ۱۴ جنوری۔ یہاں عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کے اجلاس میں اینگلو مصری تنازعہ اور برطانیہ کے خلاف یمن کی شکایت پر غور کیا گیا۔

یمن کا الزام ہے کہ برطانیہ جنوبی یمن کے عوام کو بمباریوں کے ذریعہ خوف زدہ کر رہا ہے اور یمن کے اس علاقہ کو ہڑپ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جب کہ برطانیہ کا کہنا ہے کہ یمن کے جنوبی صوبے میں حال میں جو کچھ ہوا۔ اس کی ذمہ داری وہیں کے لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عدن کے برٹش گورنر نے حال ہی میں اعلان کیا تھا کہ عدن کی جنوبی چھوٹی ریاستوں کے حکمرانوں نے ایک وفاق بنانے کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔

مصر کی غیر مشروط حمایت

اینگلو مصری تنازعہ کے سلسلے میں سیاسی کمیٹی نے ایک تجویز متفقہ طور پر منظور کی ہے۔ جس میں مصری اڈے کی غیر مشروط حمایت کی گئی ہے اس تجویز میں دھمکی دی گئی ہے کہ اگر علاقہ سویز خالی نہ کیا گیا۔ تو مغرب کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کیا جائے گا۔ تجویز میں عرب ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے حقوق اور خودداری کا لحاظ رکھتے ہوئے غیر ممالک کے ساتھ معاہدہ کریں اور اپنی موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ تجویز میں کہا گیا ہے کہ عرب ریاستیں مشرقی بلاک کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں گی۔ ان کی دوستی کے ہاتھ اس ملک کی طرف بڑھیں گے جو زبانی نہیں بلکہ عملاً دوستی، خلوص اور وفاداری کا مظاہرہ کرے گا۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ تجویز کس حد تک مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کم از کم تمام عرب ریاستیں ایسی نہیں ہیں۔ جو معاہدوں کے ذریعہ برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں۔ برطانیہ کو عراق۔ اردن اور لیبیا میں اپنی فوجیں رکھنے کا حق حاصل ہے۔ جب کہ امریکہ کو لیبیا اور سعودی عرب میں فضائی مستقر حاصل ہیں۔

عرب وفاق کی تجویز منظور

عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے عرب فیڈریشن کے سلسلے میں عراقی تجویز کو اصولاً تسلیم کر لیا اور سفارش کی کہ یہ تجویز غور و خوض کے لئے عرب حکومتوں کے روبرو پیش کر دی جائے۔

لندن ۱۵ جنوری۔ مصری حکام نے قاہرہ میں مصر کی سب سے مضبوط جماعت اخوان المسلمین کے خلاف جو سخت کارروائی کی ہے۔ اس کے پیش نظر یہاں اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ صدر نجیب نے زیادہ حقیقت پسند پالیسی پر عمل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

کل قاہرہ اور اسکندریہ میں اس جماعت کے جسے اب توڑ دیا گیا ہے بہت سے ممبران گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ انتہا پسند پالیسی اختیار کرنے کی راہ میں نجیب گورنمنٹ کے لئے ایک زبردست روڑے کی حیثیت رکھتی تھی۔ اور جنرل نجیب اس ڈر سے کہ کہیں ان کی حکومت کو خطرہ نہ لاحق ہو جائے اس جماعت کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ہمت نہ کرتے تھے۔

اخوان المسلمین کے خلاف نجیب گورنمنٹ کی کارروائی کا مطلب یہ ہے کہ اب اسے بھروسہ ہے کہ وہ حالات پر قابو رکھ سکتی ہے! اس کے علاوہ اب کمیونسٹوں کو بھی اس جماعت سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ مصر کی اخوان المسلمین کے خلاف وہاں کی حکومت نے جو کارروائی کی ہے۔ اس کے سلسلہ میں برطانوی وزارت خارجہ سردست تبصرہ کرنے سے احتراز کر رہی ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۲ جنوری۔ سیلون کے وزیر اعظم سر جان کوٹلیا والا ۱۵ جنوری کو دہلی پہنچ رہے ہیں۔ ۱۶ جنوری کی صبح سے پنڈت نہرو کے ساتھ بات چیت شروع کر دیں گے۔ یہ بات چیت تین دن تک رہے گی۔ وزیر خزانہ سر اولیور گونے تلک وزیر تعلیم بنڈارا نائکے وزیر وزیر صحت سر کانتھیا دیسمتی نائتین حکمران نیشنل پارٹی کے سیکرٹری سراد کوٹے سندرا اور جی ایچ اللہ والا بھی سر جان کے ہمراہ آئیں گے ۱۶ جنوری کو سر جان گاندھی سمادھی پر پھول چڑھائیں گے۔

[illegible] قیام میں اور بھی کئی کام کریں گے [illegible] شاہ عراق اپنے ملک کے آئینی تاجدار مملکت کے سربراہ اور فوج کے کمانڈر انچیف ہیں۔ اس ملک کی ترقی و خوشحالی زیادہ تر ہاشمی خاندان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس خاندان نے متعدد عظیم المرتبت افراد پیدا کئے ہیں۔ شاہ کے تحت کابینہ ہے۔ جو سینٹ یا ایوان نمائندگان کے ارکان میں سے منتخب کی جاتی ہے۔ انتظامات کی غرض سے یہ ملک ۱۴ صوبوں میں منقسم ہے۔ ہر صوبہ کا ایک گورنر ہوتا ہے جسے متصرف کہتے ہیں۔

لندن۔ یہاں بتایا جاتا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے حکومت اسرائیل کو ایک سخت مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں اس سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ فوراً فلسطین کے مہاجرین فنڈ کو واگذار کر دے جو یہودی بنکوں میں جمع ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ اس مراسلہ میں حکومت اسرائیل کو دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر اس نے اس فنڈ کو واگذار نہ کیا۔ تو برطانیہ اپنے ہاں کے بنکوں میں جمع ہونے والی وہ رقم ضبط کرے گا۔ جو یہودیوں کے نام سے جمع ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاجرین فنڈ پچاس لاکھ پونڈ تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ روپے کے لگ بھگ ہے۔

درخواست دعا

میرا لڑکا عزیزم خورشید عالم بی۔ ایس۔ سی (علیگ) انڈین پولیس سروس کے ہونے والے مقابلہ کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے پٹنہ یونیورسٹی [illegible] میں داخلہ لے لیا ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے مودبانہ درخواست ہے کہ وہ عزیز موصوف کی کامیابی کیلئے درد دل سے دعا کریں۔ آمین۔

طالب دعا محمد عاشق حسین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خانپور ملکی